تعمیرِ حیات

لکھنؤ

پندرہ روزہ

زبان وادب کی اہمیت

کسی ملک میں دین کی خدمت واشاعت اور وہاں کی زندگی پر اثر انداز ہونے کے لئے ضروری ہے کہ دین کی خدمت کرنے والوں کو اس ملک کی زبان وادب کا صاف ستھرا ذوق ہو، اور وہ مذاق سلیم اور معیار صحیح کے مطابق اس میں اظہار خیال کرنے کی قدرت، جیتی جاگتی زبان اور شگفتہ اندازِ بیان میں تصنیف وتقریر کی قابلیت رکھتے ہوں، دین کی دعوت اس وقت بہت مؤثر ہو جاتی ہے، جب اس میں دل آویزی اور دل پذیری بھی ہو، اور یہ ایک ایسی نفسیاتی حقیقت اور امر واقعہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام تک کو اپنی قوم کو خطاب کرنے اور ان کے دل ودماغ میں نفوذ کرنے کے لئے بہترین زبان دی گئی، قرآن مجید میں کہا گیا "اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ" کہیں فرمایا گیا "بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ" کہیں ارشاد ہوا "وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ" اہلِ فکر سمجھتے ہیں کہ لسان القوم سے مراد صرف اتنا ہی نہیں کہ وہ ان کو سمجھ سکتا اور ان کو سمجھا سکتا ہو، بلکہ اپنے زمانہ کے اعلیٰ سے اعلیٰ لسانی اور ادبی معیار پر پورا اترتا، بلکہ سب سے فائق ہو، اس کی تصدیق اس سے ہوتی ہے کہ اس کے بعد ہی فرمایا "لِتُبَيِّنَ لَهُمْ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انا افصح العرب"۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

ماخوذ از:۔ پاجا سراغ زندگی

فی شمارہ ۵/۱۰ روپے | سالانہ سو روپے | ۲۵ فروری ۱۹۹۷ء

Regd No. LW/NP56
Fax No. : (0522) 380570

Principal 372335
Guest House 2 3 9 4 4 Ext. 20

TAMEER-E-HAYAT

FORTNIGHTLY
NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226 007 (India)

Rs.

لکھنؤ کے قدیم مشہور ومعروف صندل سے تیار کردہ خوشبو دار عطریات، عمدہ واعلیٰ قسم کے روغنیات وعرق کیوڑہ، عرق گلاب ودیگر عطریات کی ـــــ

ایک قابل اعتماد دوکان۔ ایک مرتبہ تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں

خط وکتابت کا پتہ

فون:۔ 268898

اظہار احمد اینڈ سنس پرفیومرس، چوک لکھنؤ

آپ کی خدمت میں جدید ودلکش

سونے چاندی کے زیورات کیلئے

ہمارا نیا شوروم

گہنہ پیلس

حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد فہیم خاں محمد معروف خاں

ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ

فون نمبر ۲۶۰۴۳۳

مئو کے اصلی نورانی تیل کی خاص پہچان

لیبل پر لائسنس نمبر U-18/77 اور کیپ کے اوپر MAU CITY ہے تب اصلی ہے اگر یہ دونوں پہچان نہ ہو تو نقلی ہے۔

نورانی تیل

درد۔ زخم۔ چوٹ۔ کٹنے جلنے کی مشہور دوا

انڈین کیمیکل کمپنی، مئوناتھ بھنجن یوپی

چشمہ ساگر

جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے۔

AUTO REFRCCTO METER AR.8.60

فوٹوکرامک، کوٹیڈ لینس، ہائی انڈیکس ریزی لینس، فینسی پاور ودھوپ کے چشموں کا خاص مقام۔

ـــــ ایک بار خدمت کا موقع دیں ـــــ

آپٹیشین۔ اے۔ رحمٰن (علیگ)

شنکر جی کی مورتی کے نزدیک، معتبر گنج۔ اعظم گڑھ

پندرہ روزہ

تعمیر حیات

لکھنؤ

مجلس صحافت و نشریات دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد نمبر ۳۴ | ۲۵ فروری ۱۹۹۷ء - مطابق - ۱۷ شوال المکرم ۱۴۱۷ھ | شمارہ نمبر (۸)

زیر نگرانی:-
مولانا قاضی معین اللہ صاحب ندوی (نائب ناظم ندوۃ العلماء)
مولانا ڈاکٹر عبد اللہ عباس صاحب ندوی (معتمد تعلیمات دار العلوم ندوۃ العلماء)
مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی (مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء)
پروفیسر وصی احمد صدیقی صاحب (معتمد مالیات ندوۃ العلماء)

مدیر مسئول:-
شمس الحق ندوی

مجلس ادارت:-
مولانا نذر الحفیظ ندوی، مولانا محمد خالد ندوی
مولانا عبد اللہ حسنی ندوی، ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

زر تعاون

سالانہ ——— ۱۰۰ روپے
فی شمارہ ——— پانچ روپے

بیرونی ممالک فضائی ڈاک:-
ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک
——— ۲۵ ڈالر

بیرونی ممالک بحری ڈاک:-
بحری ڈاک جملہ ——— ۱۰ ڈالر

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے، لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ سو روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

گذارش

خط و کتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کیساتھ مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں، خریداری نمبر ہر پتہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے۔ ——— مینیجر

خط و کتابت کا پتہ

مینیجر تعمیر حیات پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ 226007 یوپی
ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں

پرنٹر پبلشر شاہد حسین نے پاریکھ آفسٹ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا

درس حدیث

علم و دانائی پر رشک یا حسد کے جواز کی صورت

(قسط ۱)

ڈاکٹر محمد لقمان اعظمی ندوی صدر شعبہ اسلامک اسٹڈیز ٹیچرس ٹریننگ کالج حائل السعودیہ

ترجمہ ——— شمس الحق ندوی

عن عبد اللہ بن مسعود قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم (لا حسد إلا فی اثنتین رجل آتاہ اللہ مالاً فسلطہ علی ھلکتہ فی الحق ورجل آتاہ اللہ الحکمۃ فھو یقضی بھا ویعلمھا)۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسد صرف دو چیزوں میں درست ہے، ایسے شخص پر حسد کرنا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو پھر راہ حق میں اس مال کو خوب خرچ کرنے کی توفیق دی ہو، اور اس شخص پر حسد درست ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے دانشمندی کی دولت سے نوازا ہو وہ اس کے ذریعہ فیصلہ کرتا ہو اور اس کو دوسرے لوگوں کو بھی سکھاتا ہو۔

اسلام اجتماعیت و باہم ہمدردی و بہی خواہی کا دین ہے شرف و بلندی کا دین ہے، محبت و بھائی چارگی کا دین ہے۔ انس و پیار کی تعلیم دینے والا دین ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں (میں اخلاق کریمہ کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔) اس شاندار مقصد کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جچے تلے الفاظ میں اپنا پیغام پیش فرماتے ہیں، اور تمام اچھے اخلاق پر ابھارنے کے لیے پیہم آپ کی حدیثیں وارد ہوئی ہیں آپ کی ذاتی زندگی اس دین کی زندہ جاوید اور نہایت شاندار مثال پیش کرتی ہے، اس کی نہایت بلند تصویر سامنے لاتی ہے جس کا سراپا یہ آیت کریمہ پیش کرتی ہے۔ "وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ" اور اخلاق تمہارے بہت (عالی) ہیں۔

آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اس تعریف کے ساتھ جہاں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف کو بیان فرماتا ہے وہیں وہ طریقہ بتاتا ہے جو عقیدہ سکھاتا ہے اور بندۂ مؤمن کو اخلاق کریمہ کی تعلیم دیتا ہے۔ اور غلط قسم کے اخلاق و صفات مثلاً حسد، غصہ، بدلہ و انتقام کی نہ صرف مخالفت کرتا بلکہ اس سے روکتا اور منع کرتا ہے۔ اس کے برعکس درگذر، بھائی چارگی ایسی عادات و صفات ہیں جو اسلام کی اہم و نمایاں اخلاقیات میں شمار ہوتی ہیں، یہ وہ اخلاقیات ہیں جو ماحول کی پیداوار نہیں، نہ زمینی پیمانوں میں سے ہیں نہ ہی یہ عرف و مصلحت سے حاصل ہوتے ہیں، یہ سارے اخلاق آسمانی ہیں جو قرآن کریم سے اور حامل قرآن کی زندگی سے حاصل ہوتے ہیں، پھر یہ کہ وہ صرف فضائل نہیں ہیں، بلکہ سچائی، انصاف، امانت داری، رحمت، پورا ایک مکمل نظام حیات ہے، جس میں انتظامی ضوابط کے ساتھ ساتھ تربیتی و تہذیبی پہلو شامل ہوتا ہے جس پر پوری زندگی اور اس کے تمام رجحانات و میلانات کا فکر قائم ہوتا ہے اور اس سب کا منشا و حاصل رضائے رب ہوتا ہے، اور مذکورہ حدیث "لا حسد إلا فی اثنتین"۔ اس مبارک سلسلہ کی اکائیوں میں سے ایک اکائی ہے، جو خدا کے حکموں پر چلنے والے اور گناہوں سے بچنے والے بندۂ مومن کے اندر عمدہ اقدار و اچھی عادات پیدا کرتی ہے۔

"لا حسد الا فی اثنتین" میں حسد سے مراد وہ حسد ہے جو جائز ہے براو ناپسندیدہ نہیں، یعنی حسد صرف ان دو چیزوں میں پسندیدہ و جائز ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ حسد کی اجازت صرف ان دو چیزوں میں ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہاں حسد رشک (غبطہ) کے معنیٰ میں ہے۔ جو حسد کے معنیٰ میں نہیں، تو یہاں حسد کے لفظ کو اس لئے لایا گیا کہ شدت شوق و حرص ظاہر ہو، اس کو حسد کے لفظ سے اس لئے ادا کیا گیا کہ ان دونوں چیزوں کا سبب حسد ہی ہوتا ہے اور اس کا جذبہ پیدا کرتا ہے اسی لئے امام بخاریؒ نے اس کو "غبطہ" کے لفظ سے تعبیر کیا ہے، اور اس کو فضائل قرآن میں "باب اغتباط صاحب القرآن" میں ذکر کیا ہے[1]

حدیث کا مقصد و لب لباب حصول علم اور راہ خدا میں مال کو صدقہ کرنے کی ترغیب و شوق دلانا ہے۔

اگر ہم اللہ تعالیٰ کے ارشاد (وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ، لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِن فَضْلِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا)[2] اور جس چیز میں خدا نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اس کی ہوس مت کرو۔ مردوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انھوں نے کئے۔ اور عورتوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انھوں نے کئے۔ اور خدا سے اس کا فضل (کرم) مانگتے رہو، کچھ شک نہیں کہ خدا ہر چیز سے واقف ہے پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ آیت میں تمنا شک سے روکا گیا ہے تو حسد کیونکر درست ہوگا بہت سے

[1] عمدۃ القاری۔ باب الفہم فی العلم [2] نساء ۔ ۳۲

(باقی ص ۳۰ پر)

اس شمارے میں

۱۔	درس حدیث	ڈاکٹر محمد لقمان اعظمی ندوی	۲
۲۔	اسلامی شریعت (اداریہ)	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۵
۳۔	محبت فاتح عالم	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی	۸
۴۔	حج کے ارکان	مولانا سید سلیمان ندوی رح	۱۰
۵۔	ہدایت یوں بھی مل جاتی ہے	مولانا سید نعیم اختر ندوی (لندن)	۱۳
۶۔	شیخ عبدالفتاح کا سانحہ وفات	(ادارہ)	۱۵
۷۔	کعبہ، حج اور حجر اسود	ڈاکٹر سید احتشام ندوی	۱۶
۸۔	دنیا میں اب بھی خیر ہے	ترجمہ: فضل الرحمن شمس ندوی	۱۹
۹۔	چیچنیا میں شریعت اسلامیہ کا نفاذ	ترجمہ: مطلع الرحمن عوف ندوی	۲۰
۱۰۔	صلی اللہ علیہ وسلم (نعت)	مولانا محمد ثانی حسنی ندوی	۲۱
۱۱۔	مرتد ہونے کی بات غلط تھی	(تبصرہ دعوت)	۲۲
۱۲۔	سوال وجواب	محمد طارق ندوی	۲۳
۱۳	امریکی سیاست میں مسلمانوں کی دلچسپی	ترجمہ: مطلع الرحمن عوف ندوی	۲۴
۱۴۔	اجودھیا کا المیہ	مادھو گوڈ بولے	۲۵
۱۵۔	مطالعہ کی میز پر	ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی	۲۸
۱۶۔	عالمی خبریں	سعید اشرف ندوی	۳۱

شرائط ایجنسی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی۔
۲۔ فی کاپی =/۱۰ روپے کے حساب سے زرضمانت پیشگی روانہ کرنا ضروری ہے۔
۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر =/R.20
۲۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا۔
۳۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔

بیرون ملک نمائندے

مدینہ منورہ
Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb.
P.O.Box No. 842
MADINA MUNAWWARAH -(K.S.A.)

برطانیہ
Mr. M. AKRAM NADWI
O.c.I.S.
St. CROSS COLLEGE
Oxford OX1 3TU - U.K.

ساؤتھ افریقہ
Mr. M. YAHYA SALLO NADVI Sb.
P.O.Box No. 388
Vereniging
(S.AFRICA)

قطر
Mr. ABDUL HAI NADVI Sb.
P.O.Box No. 10894
DOHA - QATAR

دبئی
Mr. QARI ABDUL HAMEED NADVI Sb.
P.O.Box No. 12525
DUBAI -(U.A.E.)

پاکستان
Mr. ATAULLAH Sb.
Sector A-50, Near Sau Quater
H. No. 109 Town Ship Kaurangi
KARACHI-31 (Pakistan)

امریکہ
Dr. A. M. Siddiqui Sb.
98- Conklin Ave
Woodmere
New York 11598 -(U.S.A.)

اداریہ

اسلامی شریعت
آسان اور فطرتِ انسانی سے ہم آہنگ

(مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی)

اسلامی شریعت کو فطرتِ انسانی سے سازگار ہونے میں سب سے زیادہ امتیاز حاصل ہے اس میں انسان کی نفسیاتی کیفیتوں، قدرتی صلاحیتوں اور زندگی کے فطری تقاضوں کا خاصا لحاظ ہے، زندگی کی فطری ضرورتوں کی ایسی رعایت ہے کہ اگر وحی الٰہی کے بجائے محض انسانی زندگی کی مصلحتوں کو بنیاد بنا کے دنیا کے اعلا ترین دماغ ضابطے کرتے تو اس سے بہتر نہیں کر سکتے تھے۔ اسلام میں شریعت کو محض خدا کی عبادت یعنی اپنے جسم و زبان سے خدا کے سامنے فروتنی کرنے اور التجا و دعا کرنے تک محدود نہیں رکھا گیا ہے بلکہ کہیں انسان کے شخصی تقاضوں اور سماجی ضرورتوں کو بھی اس کے احاطہ میں رکھا گیا ہے، یہ ایک طرف اگر یہ بتاتی ہے کہ اپنے رب کے سامنے کس طرح جھکا جائے، دعا و عبادت کی جائے تو دوسری طرف یہ بتاتی ہے کہ کھانا کھانے میں کیا ترتیب اور کیا ڈھنگ اختیار کیا جائے، نسل و استنجے میں کیا کیا انداز اختیار کیا جائے اور کمانے اور خرچ کرنے میں کن ضابطوں اور اصولوں کا لحاظ کیا جائے، تیسری طرف ان باتوں کی بھی ہدایت دیتی ہے کہ دوسروں کے ساتھ کیا معاملہ اختیار کیا جائے۔ آپس میں رہن سہن کا کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے، سماجی تعلقات کو کس ڈھنگ سے قائم کرنا چاہئے اور ان سب باتوں میں وہ ہدایات دیتی ہے جو خود انسانی زندگی کے لیے سود مند اور اس کی فطرت کے مطالبوں کا خیال رکھنے کی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم پر تمہاری جان کا حق ہے، تمہارے بدن کا تم پر حق ہے، تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے، تم ہر حقدار کا حق ادا کرو۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ایمان کے ستر سے زیادہ درجے ہیں سب سے چھوٹا درجہ یہ ہے کہ عام راستہ پر کوئی نقصان رساں چیز پڑی ہو تو اس کو راستہ سے ہٹا دیا جائے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ کوئی بھی جاندار چیز ہو اس کی رعایت اور اس پر رحم کرنا اجر و ثواب کی بات ہے، آپ نے بڑی عمر والے کی عزت اور چھوٹی عمر والے کے ساتھ شفقت، بیوی کے ساتھ محبت و رعایت، عزیز و رشتہ دار کے ساتھ حسن سلوک، پڑوسی والے کے ساتھ اخلاق و خیال کرنے کی تلقین فرمائی، ماں باپ کا حق سب سے زیادہ بتایا اور اولاد کی فکر و خیال کی تاکید فرمائی اور اس طرح کے سب کاموں میں ثواب بتایا۔ اور اس کے خلاف کرنے کو گناہ قرار دیا۔ آپ نے سب انسانوں کو برابر قرار دیا۔ فرمایا: تم سب ایک شخص آدم کی اولاد ہو تم سب برابر ہو، کسی کی کوئی بھی ذات ہو۔ کوئی بھی نسل ہو عرب ہو یا غیر عرب، کالا ہو یا گورا، لال ہو یا زرد سب انسان برابر ہیں۔ نیکی اور بدی کے فرق سے فرق ہوگا۔ نیکی والا اچھا اور برتر ہے اور بدی والا برا اور کہتر ہے۔ پھر اسلامی شریعت اور اس کے مقرر کردہ ضابطہ حیات میں تمام انسانوں کی فطری صلاحیتوں اور دشواریوں کی رعایت رکھی گئی ہے۔ اسلام کے قوانین و آداب میں اس کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ انسان کے لیے قابل عمل اور آسان ہوں اور وہ اس کی زندگی کی فطری دشواریوں سے ٹکراتے نہ ہوں، ان سے اگر زندگی کے کسی ناگزیر تقاضے یا ضرورت سے ہم آہنگی دشوار ہو رہی ہو تو وہاں خدا کی رحیم ذات نے سہولت کی کوئی سبیل رکھدی ہے، مثلاً سفر میں پیش آنے والی دشواریوں کا لحاظ فرمایا گیا ہے اور چار رکعت والی نماز میں دو کی رعایت دے دی گئی ہے، وضو میں پیر دھونا ضروری ہے لیکن چمڑے کے موزے ہوں تو قیام کی حالت میں پیر دھونے کے بجائے مسح کی رعایت ایک روز کے لیے دی گئی، لیکن سفر میں یہ رعایت تین روز کی کر دی گئی ہے۔ بیمار کے لیے رعایت یہ کی گئی ہے کہ اگر کھڑے ہو کر نماز سخت دشوار ہو تو بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے اور بیٹھ کر پڑھنا بھی دشوار ہو تو لیٹ کر اشارے سے پڑھنا بھی کافی قرار دیا گیا ہے، روزہ دار کو

بیماری یا سفر کی حالت میں روزہ مؤخر کر دینے کی اجازت دی گئی۔

شادی کو اسلامی شریعت میں خوشی کا موقع تسلیم کیا گیا ہے۔ لیکن اس میں فضول خرچی اور محض نمود و نمائش کے مظاہرے سے منع کیا گیا ہے تاکہ فریقین راحت کے ساتھ زندگی کا یہ فرض انجام دیں اور سکون و محبت کی آپسی زندگی گزاریں۔ شادی میں لڑکی پر خرچ کا بوجھ نہیں ڈالا گیا جہیز لانا یا شوہر کو کچھ الگ سے دینا نہیں رکھا گیا۔ شادی کا خرچ شوہر پر ڈالا گیا کیونکہ وہ اپنی زندگی کا ذریعۂ معاش بیوی کو لاتا ہے لہٰذا خرچ اس پر ہے۔ بہرحال زندگی کے تمام معاملات بلکہ عبادت کے کاموں میں بھی آسانی کی شکل رکھی گئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف فرمایا۔ کہ الدین یسر دلن یشاد الدین احد الا غلبہ کہ دینی امور آسان ہیں اور اگر دینی امور میں سخت رویہ اختیار کر کے اپنی بہادری دکھانا چاہے گا تو دینی امور پر غالب نہیں آسکے گا۔ خود مغلوب ہو جائے گا۔ لہٰذا شریعت اسلامیہ نے بہت آسانیاں رکھی ہیں اور مذہب پر عمل کو فطرت انسانی کے لیے سازگار بنایا ہے۔ اس کی مثالیں اور بھی ہیں جس سے اس حقیقت کی پوری طرح وضاحت ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وان لنفسك عليك حقا کہ تمہاری ذات کا بھی تم پر حق ہے یعنی اپنے انسانی تقاضوں کا بھی تم پر حق ہے۔ شریعت اسلامی نے جب عمل کی آسانیاں رکھی ہیں اور زندگی سے خاصی حد تک ہم آہنگ بنایا ہے۔ تو یہ رعایت اس بات کی تقاضی ہے کہ دین پر عمل کرنے سے کوئی پہلو تہی نہ کی جائے کیونکہ یہ بہت پست ہمتی اور بے مروتی کی بات ہوگی کہ پروردگار عالم نے زندگی کی دولت عطا فرما کر اس زندگی کے خوشی و مسرت کے ساتھ گزارنے کے اسباب مہیا کر دیے اور ساتھ ساتھ حکم فرمایا کہ ہم نے تمام اشیاء تمہارے لیے بنائی ہیں کہ تم ان سے اپنا کام چلاؤ اور زندگی میں اطمینان و عافیت حاصل کرو البتہ ہمارے حکم اور مرضی کے خلاف کام نہ کرو اور اپنی زندگی میں کوئی ایسی بات نہ اختیار کرو جس سے محض تمہاری خواہش نفس کی تکمیل ہوتی ہو۔ لیکن وہ تمہارے رازق حقیقی اور محسن حقیقی کو ناپسند ہو۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر ایسا بوجھ نہیں ڈالا جس سے دشواری ہو بلکہ ان کے زندگی کی صلاحیتوں کی رعایت کرتے ہوئے ڈالا تو بھی بندہ اچھے کام اختیار نہ کرے بلکہ قابل مذمت باتوں پر عمل کرے ایسا آدمی یقیناً اپنے رازق و مالک حقیقی کی درگاہ سے سزا کا مستحق ہوگا اور یہی وہ بکیر ہے جس کے ایک طرف معقولیت و شرافت اور احسان شناسی اور اپنے خالق و محسن کی مرضی کی پابندی ہے اور دوسری طرف نفس کی غلامی اور خواہشات کی پیروی اور محسن کے ساتھ باغیانہ رویہ ہے یہ رویہ ایسا رویہ ہے کہ یہ اگر کسی محسن انسان کے ساتھ بھی اختیار کیا جائے تو وہ اس کا بورا محاسبہ کرے گا۔ اور سزا دے گا۔ حالانکہ اس کا احسان معمولی اور ایک انسان کا دوسرے انسان پر ہے اور خدائے جل جلالہٗ کا احسان بے شمار پہلوؤں اور ضرورتوں کو پورا کرنے والا اور بے حد عظیم ہے وہ زندگی دیتا ہے پھر زندہ رہنے کے لیے ہر طرح کے وسائل پیدا کیے ہیں اور ان کا حصول آسان بنایا ہے طرح طرح کے خطرات سے بچنے کا سامان عطا کیا ہے حفاظت کے امکانات مہیا کیے ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ نے اپنی اطاعت اور تابعداری میں یہ مزید آسانی رکھ دی ہے۔ کہ اگر انسان اپنے پسندیدہ اور جائز کاموں میں بھی نیت خدا کی خوشنودی اور اس کے نبی کی اطاعت کی کرے تو انسان کا دنیاوی عمل بھی دین بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں وہ نیکی شمار ہوتا ہے اور اس کی اچھی جزا ملتی ہے حالانکہ انسان کے لیے اس میں خود راحت و لطف ہے۔ مثلاً آدمی جوتا پہنتے وقت اس کا لحاظ کرے کہ پہلے دایاں پیر پہنے پھر بایاں پہنے اور یہ خیال کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے یہی بتایا ہے تو اس پر بھی ثواب ملے گا اور یہ عمل نیکی کا ہو جائے گا۔ حالانکہ ایسا کرنے والے کو کوئی نہ زحمت ہوگی اور نہ کوئی فرق پڑے گا کوئی انسان اپنی اولاد کی خبر گیری اور ان کے فائدے کی بات یہ خیال کر کے کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی ہدایت کی ہے کہ اولاد کی ضرورت پوری کرو ان کی صحت و ترقی کا حق ادا کرو تو یہ بھی نیکی کا کام ہوگا۔ حالانکہ اولاد کے ساتھ اچھا سلوک آدمی خود ہی کرتا ہے اس کے لیے اس کو کسی تابعداری یا تعمیل حکم کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اور اولاد تو اولاد ہے۔ انسان کو اگر اپنی بیوی کے ساتھ بھی میٹھے بول اور اس کی راحت و خوشی کی بات اس نیت سے کرے کہ بیوی کے حقوق ادا کرنے اور اس کو اس کا ضروری آرام مہیا کرنے کا حکم ہے تو اس میں بھی ثواب ملے گا، حالانکہ یہ کام آدمی کے لیے خود ہی خوشی کا ہے اس کو اس میں کیا دشواری ہے اور اگر وہ اللہ کی خوشنودی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اپنے نفس کے خلاف یا اس میں زحمت برداشت کرتے ہوئے کرے تو پھر بے حد ثواب و اجر ہے۔

بہرحال مومن کے لیے اگر طلب کرے تو بے حد ثواب کے مواقع ہیں اور اگر مشکل کام کی ہمت نہ ہو تو صرف نیت و خیال کر لینے سے آسان اور پسندیدہ کام بھی ثواب بن جاتا ہے۔

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم ثواب کا یہ آسان اور بے محنت نسخہ بھی نہیں

اختیار کرتے اور مفت ملنے والا ثواب بھی حاصل نہیں کرتے بلکہ ستم بالائے ستم یہ کرتے ہیں کہ ہم خالص دین کے کام بھی مثلاً غریبوں کی ہمدردی، نیکی کی تلقین، عبادت اور دوسرے دینی کام جو اصلاً ثواب کی غرض ہی سے کیے جاسکتے ہیں ان میں بھی ہم صحیح نیت نہ رکھنے اور اللہ کی مرضی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کا خیال کیے بغیر انجام دینے لگتے ہیں اس طرح ہم عبادت کو بھی عبادت باقی نہیں رکھتے ہیں بلکہ ایک من پسند عبادت کے طور پر کرنے لگتے ہیں۔ بلکہ اپنی اپنی خواہش نفس کی پیروی میں تبدیل کر دیتے ہیں مثلاً کسی کے ساتھ سلوک کرتے ہیں تو اندر سے یہ نیت ہوتی ہے کہ اس کے بدلہ میں وہ ہمارے ساتھ سلوک کریگا یا میرا شکر گذار ہوگا۔ یا دوسروں سے میری تعریف کرے گا یا یہ کہ دنیا دیکھے گی اور ہمارے متعلق بلند خیال قائم کرے گی۔ حتیٰ کہ بعض وقت نماز پڑھنے تک میں یہ خیال چھپا ہوتا ہے کہ لوگ نمازی اور دیندار کہیں گے۔ اور اچھی رائے قائم کریں گے۔ یہ وہ بات ہے جس سے مختلف ہمارے کتنے نیک کام ہیں جو ضائع ہو جاتے ہیں اور ہم اس دھوکے میں رہتے ہیں کہ ہم یہ کام اللہ کے لیے کر رہے ہیں۔ ہم غور کریں تو ہماری زندگی اس طرح کی بے خیالیوں اور بے نیتی سے بھری ہوئی ہے۔ اور اس طرح ہم اپنا کس قدر دینی نقصان کرتے ہیں۔

بڑے ڈرنے کی بات یہ ہے کہ انسان کا نفس انسان کو بہت دھوکہ دیتا ہے بعض وقت انسان نیک کام کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ہم نیک کام کر رہے ہیں لیکن اندر سے اس کا نفس دھوکہ دے رہا ہوتا ہے اندر کوئی دوسری غرض چھپی ہوئی ہوتی ہے محسوس دوسری ہو رہی ہوتی ہے، یہ دھوکہ خود انسان پر تو چل جاتا ہے خدائے برتر و اعلیٰ پر نہیں چلتا جو غرض اصل اور اندر مخفی ہوتی ہے اسی کا اعتبار ہوتا ہے حدیث شریف میں آتا ہے کہ تمام اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے جس کی نیت جیسی ہوتی ہے اس کو اللہ کے یہاں ویسا ہی ملتا ہے، اگر اس نے وطن چھوڑا ہے اللہ کے لئے تو اس عمل کو اللہ کی رضا کا عمل قرار دیا جاتا ہے اور اگر اس نے وطن چھوڑا ہے کسی دنیاوی فائدہ کے لئے یا کسی خاتون کی خاطر کہ اس سے نکاح کر سکے تو یہ اپنی اغراض میں شمار ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی شریعت اسلامی احکام بڑے آسان اور سہولت قابل عمل اور زندگی کی فطری حالت سے بہت سازگار ہیں لیکن ان احکام کو اللہ کی رضا اور اس کے رسولؐ کے حکم کی تعمیل میں کیا گیا ہو تو وہ ثواب دلانے والے اور نافع ہیں اور اگر ان کی تعمیل میں کوئی دنیاوی غرض یا محرک ہوتا ہے خواہ خود کرنے والا اس سے دھوکہ کھا رہا ہو وہ دھوکہ شمار ہوتا ہے اس سے آخرت میں فائدہ نہیں ملتا۔ اور اگر نیت و مقصد خالص دنیاوی کام میں اللہ کی رضا اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کی ہو جائے تو اس پر اسی طرح ثواب ملتا ہے جیسے عبادت میں اور خالص مذہبی کام میں ملتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کی بات کو سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ حتیٰ کہ تم اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ دو تو اس میں بھی ثواب مل سکتا ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی ڈرایا ہے کہ قیامت کے روز آدمی پیش ہوگا اس سے سوال ہوگا وہ اپنا جہاد بتائے گا، اپنے صدقہ و خیرات کا ذکر کرے گا اور اسی طرح کے دوسرے اعمال کا ذکر کرے گا، جواب ملے گا تم نے جہاد اپنی بہادری دکھانے کے لئے کیا تھا اور تم نے صدقہ و خیرات سخی کہلانے کے لئے کیا تھا وہ مقصد تم کو حاصل ہو چکا ہے۔ لہٰذا اب یہاں تمہارے لئے کچھ نہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح نیت اور اخلاص کی توفیق عطا فرمائے اور اچھا بنائے۔ آمین۔

دل کی گہرائیوں میں اُتر جانے والا
مٹھاس کی دنیا میں ایک ہی نام
طہورا سوئیٹس
جہاں کی مٹھائیاں ہر دل کو بھا رہی ہیں
اسپیشل مٹھائیاں
• افلاطون • نان خطائیاں • ڈرائی فروٹ برفی
• انجیر برفی • اخروٹ برفی • ملائی برفی
• ملائی مینگو • پائنا پل حلوہ • دودھی حلوہ
• گلاب جامن نیز قسم قسم کے لڈو اور
مختلف قسم کی مٹھائیاں۔
۲۲۵/۴۵، بلاسس روڈ، ناگپاڑہ جنکشن، بمبئی ۸
فون نمبر:- ۳۰۸۲۷۷۳ - ۳۰۹۱۳۱۸

کانپور کے قارئین تعمیر حیات سے گذارش ہے کہ تعمیر حیات کے سلسلے میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلے میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں۔
حافظ اسرار الٰہی صاحب۔ پرفیومرس
۴۲/۲۲۲ مسٹن روڈ کانپور، فون نمبر ۳۶۱۵۲۲

محبت فاتح عالم

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

ذیل کا مضمون حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی ریڈیو سے نشر کی گئی ایک تقریر ہے جو بہت پسند کی گئی۔ حالات کا تقاضا ہے کہ یہ تقریر بار بار شائع کی جائے لہٰذا ہم اس کو ہدیۂ قارئین کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

محبت کو اقبال نے فاتح عالم کہا ہے، اس سے ہمارا ذہن ان فاتحین عالم اور کشور کشاؤں کی طرف جاتا ہے جنھوں نے اپنے زور بازو یا نوک شمشیر سے ملک فتح کئے اور ہزاروں، لاکھوں انسانوں کے جسم پر (اکثر ان کی مرضی کے خلاف) حکومت کی بہت سے فلسفیوں اور دانشوروں نے دماغوں کو تسخیر کیا، زبانوں کو گنگ کر دیا، دلائل کے لشکروں کو شکست فاش دی اور اپنے دماغی تفوق اور عملی فتح کا سکہ بٹھا دیا بہت سے دولت مندوں اور سرمایہ داروں نے بہت سے لوگوں کی زبانوں پر سونے کی مہر اور اشرفی کا ٹھپہ لگا دیا اور وہ انھیں کا گن گانے لگے۔ ان کے دماغ ان سے باغی، ان کے دل ان سے بیزار لیکن ان کی زبانیں ان کی مدح و توصیف میں سرشار تھیں

لیکن محبت کی فتح ان سب فتوحات سے نرالی ہے، ایسی نرالی کہ اس کو فتح کہتے ہوئے بھی محبت سے معذرت کرنی پڑتی ہے اور اس میں اس کی حق تلفی یا ناشناسی کی بو آتی ہے۔ اس لئے کہ محبت نے اور اہل محبت نے اکثر کھو کھو کر پایا ہے اور ہار ہار کر جیتا ہے اس کو کسی ہم جنس کی طرف، کسی اشرف المخلوقات انسان کی طرف کسی صاحب ضمیر ہستی کی طرف شکست کی نسبت کرنے سے بھی تکلیف محسوس ہوتی ہے، اور اپنی انسانیت دوستی اپنے لطیف جذبات اور اپنے نازک احساسات سے شرم آنے لگتی ہے، بادشاہوں، فاتحین عالم اور مادی طاقت رکھنے والوں کا اس اصول پر عقیدہ اور عمل تھا کہ "نہ رہے بانس نہ بجے بانسری" اور اہل محبت کا اس اصول پر کہ بانس بھی رہے اور بانسری بھی صرف اس کا نغمہ بدل جائے، اس سے پہلے نفرت و عداوت کے گیت نکلتے تھے، اور اب محبت شکر و اعتراف کے گیت نکلنے لگیں۔ بادشاہوں اور طاقتوروں کا اصول یہ تھا کہ دشمن کو فنا کر دیا جائے۔ اہل محبت کا اصول یہ تھا کہ دشمن کو دوست نہیں بلکہ عاشق بنا لیا جائے اس اصول کا کرشمہ یہ تھا کہ جو خون کے پیاسے ہو کر آتے تھے وہ ان کا کلمہ پڑھنے اور ان کا دم بھرنے لگتے تھے اور ساری عمر ان کی چوکھٹ پر گزار دیتے تھے۔

اس اصول پر سب سے زیادہ خدا کے پیغمبروں مذہبی پیشواؤں اور سچی روحانیت اور بے لوث محبت کے علمبرداروں نے عمل کیا۔

مذہب اخلاق و روحانیت اور فقر و تصوف کی تاریخ ان مثالوں سے بھری ہوئی ہے کہ آدمی جان لینے آیا اور ان کے دربار میں جان و دل دونوں کھو بیٹھا، میں نے غلط کہا کہ اس نے کھویا نہیں! بلکہ سب کچھ پا لیا۔ اپنے آپ کو بھی پا لیا۔ اپنی نامعلوم صلاحیتوں کو حسن و احسان کو، انس و محبت کو ہر انسان کے اندر محبت کرنے، قدر کرنے اور اثر لینے کی جو صلاحیت ہے، اس نے نہ صرف اس کو دریافت کر لیا بلکہ اس کا مزہ چکھ لیا اور پھر ساری عمر اس کا مزہ لیتا رہا، وہ اپنے کو نہیں پہچانتا تھا، جان گیا، کولمبس کو نئی دنیا دریافت کرنے سے اتنی خوشی نہ ہوئی ہوگی جتنی اس کو اپنی نئی دنیا دریافت کر لینے سے خوشی ہوئی۔ اقبال ہی کی زبان سے سنئے۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن
من کی دنیا من کی دنیا سوز و مستی جذب و شوق
تن کی دنیا تن کی دنیا سود و سودا مکر و فن

کتنے آدمی تھے جن کے دل و دماغ میں شک و انکار کی گرہیں پڑی ہوئی تھیں فلسفہ و منطق علم و استدلال جتنا ان گرہوں کو سلجھانا چاہتا تھا اتنی ہی اور نئی نئی گرہیں پڑتی جاتی تھیں۔ ان اہل دل اور اہل محبت کی ایک نگاہ دلنواز اور آنکھوں کی ایک چمک اور لبوں کی ایک مسکراہٹ نے برسوں کی دماغ کی گرہیں، اور دل کی سلوٹیں دور کر دیں، حسرت نے اسی مضمون کو یوں ادا کیا ہے۔

دلوں کو فکر دو عالم سے کر دیا آزاد
ترے جنوں کا خدا سلسلہ دراز کرے

اور اقبال نے کہا ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

یہاں پر میں ہندوستان کے ایک عظیم روحانی پیشوا اور صوفی حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کا ایک واقعہ بیان کروں گا اس سے اندازہ ہوگا کہ محبت و مروت میں شرافت و اخلاق میں اور عفو و درگزر میں کیا جادو، کیسی موہنی اور فتح و تسخیر کی کیسی طاقت ہے۔ خواجہ صاحب کے یہاں دستور تھا کہ جو لوگ ملنے آتے تھے وہ اکثر کوئی بے تکلف نذر اور تحفہ لے آتے تھے خواجہ صاحب تو عموماً روزہ سے ہوتے تھے اور یوں بھی ان کو کھانے پینے سے زیادہ دلچسپی نہ تھی، یہ سب غریبوں اور مہمانوں کے کام آتا، ایک مرتبہ ایک بہت پڑھے لکھے آدمی فلسفی قسم کے امتحان کے طور پر آنے والوں کے مجمع میں شامل ہو گئے انھوں نے سوچا کہ بہت سے آدمی نذر و تحفہ لاتے ہیں، خواجہ صاحب کو کیا پتہ چلے گا کہ کون کیا لایا، انھوں نے راستہ سے اٹھا کر مٹی کی ایک پڑیا باندھ لی اور سب لوگوں کے تحفہ کے ساتھ مٹی کی وہ پڑیا بھی رکھ دی خواجہ صاحب کے یہاں دستور تھا کہ جب تحفے جمع ہو جاتے تو آپ اپنے خادم خاص خواجہ اقبال سے فرماتے کہ اس کو اٹھا لو وہ لے جا کر اس کو مستحقین میں تقسیم کر دیتے۔ اس دن بھی ایسا ہی ہوا خواجہ صاحب نے اشارہ کیا اور خواجہ اقبال سب تحفوں کو سمیٹ کر لے جانے لگے، جب اس پڑیا کی باری آئی تو آپ نے فرمایا کہ اس پڑیا کو رہنے دو یہ میری آنکھوں کا سرمہ ہے خواجہ صاحب کو خیال ہوا کہ اگر راز فاش ہو گیا تو ان عالم صاحب کی خیر نہیں۔ بزرگان دین کسی کی توہین اور ذلت برداشت نہیں کر سکتے، اور دل توڑنا ان کے مذہب میں روا نہیں، وہ فاضل آپ کی یہ ادا دیکھ کر اس شمشیر محبت کے گھائل اور آپ کی محبت و عظمت کے قائل ہو گئے وہیں قدم پکڑ لئے اور عمر بھر انھیں کا دم بھرتے رہے۔

انھیں حضرت محبوب الٰہی کا مقولہ ہے کہ عداوت کا جواب عداوت، نفرت کا جواب نفرت اور مخالفت کا جواب مخالفت نہیں، عداوت کا جواب دوستی اور خیر خواہی، نفرت کا محبت اور بدی کا نیکی ہے، فرماتے تھے کہ اگر کانٹے کے ساتھ کانٹا رکھ دیا جائے تو کانٹے ہی کانٹے ہو جائیں گے۔ اور کانٹوں کا ڈھیر لگ جائے گا اس سے کچھ فائدہ نہیں، یہ بھی فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ سیدھے کے ساتھ سیدھا رہے اور ٹیڑھے کے ساتھ ٹیڑھا اور میں کہتا ہوں کہ سیدھے کے ساتھ بھی سیدھا رہے اور ٹیڑھے کے ساتھ بھی سیدھا، چنانچہ ان کی ساری عمر اسی پر عمل رہا۔

ایک شخص خواہ مخواہ مخالف و دشمن تھا اور موقع بے موقع برا بھلا کہتا رہتا تھا جب اس کا انتقال ہوا تو اس کے یہاں تعزیت کو گئے دو رکعت نماز پڑھی اور اس کے لئے بہت دعا کی۔ اور کہا کہ خدایا میں نے اس کو معاف کیا تو بھی اس کو معاف کر، انھیں کے سلسلہ کے ایک بزرگ شاہ مینا صاحب جن کی عمر لکھنؤ میں گزری، اکثر فارسی کے دو شعر پڑھا کرتے تھے ؎

ہر کہ مارا یار بنود ایزد او را یار باد
ہر کہ مارا رنج دادہ راحتش بسیار داد
ہر کہ او خارے نہد در راہ ما از دشمنی
ہر گل کز باغ عمرش بشگفد بے خار باد

ان اشعار کا مفہوم یہ ہے کہ (خدایا جو میرا دوست نہ ہو تو اس کا دوست رہنا، خدایا جس نے مجھے تکلیف پہنچائی۔ اس کو بہت راحت عطا فرما جس نے میرے راستے میں کانٹے بچھائے خدا کرے اس کے گلشن حیات میں جو پھول کھلیں بے خار رہیں) اور یہ سب درحقیقت ان کے مذہب کی تعلیم اور اس پیغمبر کا عمل تھا جس پر ان کا ایمان تھا قرآن شریف میں ہے کہ نیکی اور بدی برابر نہیں تم بدی کا جواب بہت زیادہ نیکی سے دو اس کا نتیجہ یہ ہو سکتا ہے کہ جس شخص کے اور تمھارے درمیان دشمنی ہے وہ تمھارا جگری دوست بن جائے گا۔

ہندوستان کی تاریخ میں ایسے واقعات کی کمی نہیں قانون قدرت ہمیشہ سے ایک ہے خدا نے جن چیزوں میں جو اثر پیدا کر دیا ہے ہزاروں لاکھوں برس سے وہ اثر چلا آ رہا ہے محبت میں اب بھی وہی تاثیر ہے، جو کام وہ کر سکتی ہے کوئی اور طاقت نہیں کر سکتی تجربہ شرط ہے۔ تھوڑی سی ہمت، تھوڑے سے صبر اور یقین محکم کی ضرورت ہے آئیے اقبال کی آواز میں ایک بار پھر پڑھیں۔

یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

تفسیر قرآن
تفسیر ماجدی
از
مولانا عبدالماجد دریابادی
مجلس تحقیقات و نشریات اسلام ندوہ لکھنؤ
ملنے کا پتہ
مجلس تحقیقات و نشریات اسلام ندوہ لکھنؤ
مکتبہ ندویہ ندوۃ العلماء لکھنؤ

قرآن کریم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کیلئے شائع کیجاتی ہیں ان کا احترام آپ پر فرض ہے لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہوں انھیں کا سلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں

حج کے ارکان

علامہ سید سلیمان ندویؒ

احرام :

تمام اعمال اگرچہ نیت پر مبنی ہوتے ہیں لیکن نیت کا اظہار عمل کے بغیر نہیں ہوسکتا جس طرح نماز کے لئے تکبیر اس کی نیت کا اعلان ہے اسی طرح احرام بھی حج کی تکبیر ہے۔ احرام باندھنے کے ساتھ انسان اپنی معمولی زندگی سے نکل کر ایک خاص حالت میں آجاتا ہے اب اس پر وہ تمام چیزیں حرام ہوجاتی ہیں جو زیبی عیش ونشاط زیب وزینت اور تفریح طبع کا ذریعہ تھیں۔ وہ شکار نہیں کرسکتا، بیوی سے متمتع نہیں ہوسکتا، سلے ہوئے کپڑے نہیں پہن سکتا احرام کی نیت کے ساتھ تمام شاہ وگدا اپنے سلے ہوئے کپڑے اتار کر انسان کے ابتدائی دور کا بے سلا کپڑا پہن لیں گے ایک چادر کمر سے لپیٹ لی جائے گی اور دوسری گردن سے اس طرح لپیٹ لی جائے گی کہ داہنا ہاتھ فروری کاموں کے لیے باہر رہے یہ عہد ابراہیمی کے لباس کی تمثیل ہے۔ احکم الحاکمین کے دربار میں حاضری کی وردی ہے جو بالکل سادہ، بے تکلف اور زیب و زینت سے خالی ہے۔

طواف :

یعنی خانہ کعبہ کے چاروں طرف گھومنا اور دعائیں کرنا اس دوران بندہ اللہ تعالیٰ سے اپنی مغفرت کی دعائیں مانگتا ہے۔ طواف حقیقت میں ایک قسم کی ابراہیمی نماز ہے جو اس پرانے عہد کی یادگار ہے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خانہ کعبہ کا طواف بھی گویا نماز ہے۔

حجر اسود کا استلام :

حجر اسود کے معنی "کالے پتھر کے ہیں، یہ کالے رنگ کا ایک پتھر ہے جو خانۂ کعبہ کی ایک دیوار کے ایک گوشہ میں قد آدم بلندی پر لگایا گیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں خانۂ کعبہ کی بنیاد پڑی تھی اس کا شاید ہی کوئی ایسا پتھر اب باقی ہو مگر اس "عہد حقیقی" کی یادگار صرف یہی ایک پتھر رہ گیا تھا جس کو اہل عرب نے جاہلیت میں بھی بڑی حفاظت سے رکھا تھا اور آج تک بھی وہ اسی طرح نصب ہے۔

یہ پتھر کعبہ کے اس گوشہ کی دیوار میں لگا ہے جس کی طرف رخ کرکے کھڑے ہوں تو "بیت المقدس" سامنے پڑے گا اس لئے حجر اسود کے مقابل گوشہ کا نام "رکن شامی" ہے اس گوشہ کی تخصیص میں بیت المقدس کی سمت کا اشارہ مضمر ہے۔ اس گوشے میں اس پتھر کے لگانے سے یہ مقصود ہے کہ خانۂ کعبہ کے طواف کے شروع اور ختم کرنے کے لیے وہ ایک نشان کا کام دے۔ ہر طواف کے ختم کے بعد اس پتھر کو بوسہ بھی دے سکتے ہیں سینے سے بھی لگا سکتے ہیں۔ ہاتھ یا لکڑی یا کسی اور چیز سے اس کو چھو کر اس چیز کو چوم سکتے ہیں یہ بھی نہ ہوسکے تو اس کی طرف اشارہ پر بھی قناعت کرسکتے ہیں یہ بوسہ تعظیم کا نہیں بلکہ اس محبت کا نتیجہ ہے جو اس یادگار کے ساتھ ابراہیم علیہ السلام و اسماعیل علیہ السلام کی روحانی اولاد کو ہے۔ ورنہ اگر کوئی نہ اس کو چھوئے اور نہ بوسہ دے نہ اشارہ کرے تو اس سے اس کے ادائے حج میں کوئی نقصان لازم نہیں آتا۔

صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا :

صفا اور مروہ کعبہ کے قریب دو پہاڑیاں تھیں جو اب برائے نام رہ گئی ہیں تاہم ان کے کچھ نشانات باقی ہیں "صفا" غالباً وہ پہاڑی ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی سواری کے گدھوں اور نوکروں کو چھوڑ کر اکیلے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لے کر آگے بڑھے تھے اور "مروہ" وہ پہاڑی ہے جس پر حضرت ابراھیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کرنی چاہی تھی اور پھر اسماعیل علیہ السلام کی جگہ مینڈھے کی قربانی ہوئی تھی۔

بعض روایات میں ہے کہ حضرت ہاجرہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لے کر جب یہاں آئی تھیں اور وہ پیاس سے بیتاب تھے تو حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں "صفا" اور "مروہ" کے درمیان دوڑی تھیں اور آخر زمزم کا چشمہ ان کو نظر آیا۔ یہ صفا اور مروہ کی سعی انہیں کی مضطربانہ دوڑ کی یادگار ہے۔ بہرحال حج میں پہلے "صفا" پر پھر "مروہ" پر چڑھ کر کعبہ کی طرف منہ کرکے خدا کی حمد کرتے اور دعا مانگتے ہیں ان دونوں پہاڑیوں پر چڑھتے اور اترتے بھی دعائیں مانگی جاتی ہیں یہ دونوں وہ مقامات ہیں جہاں ربانی کرشمے کے عظیم الشان جلوے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ کو نظر آئے۔

وقوف عرفہ :

"عرفات" میں نویں ذی الحجہ کو تمام حاجیوں کا ٹھہرنا اور زوال کے بعد سے غروب تک یہاں عبادات اور خدا کی حمد میں مصروف رہنا پڑتا ہے اور اصل حج اسی کا نام ہے۔ یہاں حد نظر تک دنیا بھر کے لوگ ایک ہی طرز اور ایک لباس میں کھڑے ہوکر رو رو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں سمع وطاعت کا نیا عہد باندھتے ہیں یہیں جبل رحمت کے پاس کھڑے ہوکر اسلام کا امیر تمام دنیا کے گوشوں سے آئے ہوئے حاجیوں کے سامنے خطبۂ عام دیتا ہے اور ان کے فرائض سے انہیں آگاہ کرتا ہے۔ عرفات کے اس وقوف میں ایک طرف تو اسلام کی شان وشوکت کی ایک عظیم الشان نمائش ہوتی ہے اور دوسری طرف یہ اجتماع عظیم روز محشر کی یاد بھی دلاتا ہے۔

قیام مزدلفہ :

غروب آفتاب کے بعد عرفات سے روانہ ہوکر حاجی حضرات "مزدلفہ" میں ٹھہرتے ہیں۔ یہیں وہ مسجد واقع ہے جس کو "مشعر حرام" کہتے ہیں۔ یہ عبادت کا خاص مقام ہے۔ اس لئے عرفات سے شام کو لوٹ کر رات بھر قیام کرنا اور طلوع فجر کے بعد تھوڑی دیر عبادت کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

منیٰ کا قیام :

قربانی کا اصلی مقام مروہ کی پہاڑی ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قربانی پیش کی تھی۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قربان گاہ "مروہ" اور پھر مکہ کی تمام گلیاں ہیں پھر رفتہ رفتہ جب حاجیوں کی کثرت ہوگئی اور قربانیوں کی کوئی حد نہ رہ گئی۔ اور "مروہ" اور "مکہ" کا تمام میدان شہر اور آبادی کی صورت میں بدل چکا تو شہر سے چند میل کے فاصلہ پر ایک میدان کو اس لئے منتخب کیا گیا جس کا نام "منیٰ" ہے۔ اب یہیں قربانی کی جاتی ہے۔ یہاں تمام حاجی دو تین دن ٹھہر کر آپس میں ملتے جلتے اور ایک دوسرے سے جان پہچان پیدا کرتے ہیں اور خدا کی حمد و عبادات میں مصروف رہتے ہیں۔

قربانی :

یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ذبح کی یادگار اور اپنی روحانی قربانی کی تمثیل ہے اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ منیٰ کے سہ روزہ قیام میں یہ قومی عید" کی عمومی دعوت بن جائے۔ جس میں لوگ ایک دوسرے کو دوست واحباب کو اور فقراء اور مساکین کو کھانا کھلائیں۔

حلق سر اُس :

منیٰ میں قربانی کے بعد حاجی اپنے سر کے بال اتروا کر یا ترشوا کر ہیں

رمی جمار :

منیٰ ہی کے میدان میں پتھر کے تین ستون کھڑے ہیں کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربانی کے لئے لے چلے تو شیطان نے ان موقعوں پر ان کے دل میں وسوسہ ڈالا۔ انھوں نے اس کو یہاں "رجم" کیا جس کے لفظی معنی کنکریاں مارنے کے ہیں۔ حاجی حضرت خدا کی تسبیح اور حمد پڑھ کر ان کنکریوں کو ان ستونوں پر پھینکتے ہیں اور شیطان کے وسوسوں سے محفوظ رہنے کی دعا مانگتے ہیں۔ اسی "رمی جمار" پر مراسم حج کا خاتمہ ہوتا ہے

حج کے آداب :

حج کے لئے ضروری ہے کہ احرام باندھنے سے لے کر اتارنے تک ہر حاجی نیکی و پاکبازی اور امن و سلامتی کی مکمل تصویر ہو وہ لڑائی جھگڑا اور فساد نہ کرے۔ کسی کو تکلیف نہ دے، یہاں تک کہ شکاری شکار نہ کرے اور کسی چیونٹی تک کو نہ مارے اگر کسی حاجی سے کسی جانور کے قتل کی حرکت قصداً صادر ہو تو اس پر اس کا خون بہا لازم آتا ہے جس کا نام "کفارہ" ہے یعنی اس مقتول جانور کے برابر کسی حلال جانور کی قربانی یا چند محتاجوں کو کھانا کھلانا یا اتنا ہی روزہ رکھنا۔ حج تمام تر صلح وسلامتی اور امن وآشتی ہے۔ اس مقصد کے خلاف حاجی سے اگر کوئی حرکت ہو جائے تو اس کا کفارہ اس پر واجب آتا ہے۔

حج کی مصلحتیں اور حکمتیں

نماز، زکوٰۃ اور روزہ کی طرح حج کے مقاصد اور فوائد بھی خود اسلام کے صحیفۂ ربانی میں مذکور ہیں۔ خانۂ کعبہ اس دنیا میں عرش الٰہی کا سایہ اور اس کی برکتوں کا مرکز ہے۔ یہ وہ منبع ہے جہاں سے حق پرستی کا چشمہ ابلا اور اس نے تمام دنیا کو سیراب کیا یہ وہ جغرافیائی شیرازہ ہے جس میں ملت کے وہ افراد بندھے ہوئے ہیں جو مختلف ملکوں اور شہروں میں بستے ہیں۔ مختلف زبانیں بولتے ہیں، مختلف لباس پہنتے ہیں۔ مختلف تمدن میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ مگر وہ سب کے سب باوجود ان فطری اختلافات اور طبعی امتیازات کے ایک خانۂ کعبہ کے گرد جمع ہوکر لگاتے ہیں اور ایک ہی قبلہ کو اپنا مرکز سمجھتے ہیں اور ایک ہی مقام کو "ام القریٰ" مان کر وطنیت، قومیت تمدن و معاشرت رنگ و روپ اور اس جیسی دیگر تمام امتیازات کو مٹا کر ایک ہی وطن، ایک ہی قومیت (آل ابراہیم) ایک ہی تمدن و معاشرت (ملت ابراہیمی) اور ایک ہی زبان عربی میں متحد ہوجاتے ہیں اور عرصۂ حج میں تمام قومیں ایک ملک میں، ایک لباس احرام میں ایک وضع میں دوش بدوش، ایک قوم بلکہ ایک خانوادہ کی برادری بن کر کھڑی ہوتی ہیں اور ایک ہی بولی میں خدا سے باتیں کرتی ہیں۔ یہی وحدت کا وہ رنگ ہے جو ان تمام مادی امتیازات کو مٹا دیتا ہے اور تمام دنیا کی قوموں کی برادری قائم کرکے ان کے تمام ظاہری امتیازات جو دنیا کی بدامنی کا سبب ہیں ختم کر دیتا ہے۔

آج ساری دنیا کے لوگ اس بات کے خواہشمند ہیں کہ قومیت و وطنیت کی لعنتوں سے نکل کر انسانی برادری کے رشتہ میں شامل ہوجائیں اور یہ بھی چاہتے ہیں کہ تمام دنیا کے لئے واحد زبان ایجاد کی جائے اور دنیا کی قوموں میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے ایک "ورلڈ کانفرنس" یا "عالمگیر مجلس منعقد کرنا چاہتے ہیں لیکن جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے آج سے تقریباً جو دہ سو برس پہلے ان باتوں کو اپنا کر وہ ان سے بہرہ اندوز ہو رہے ہیں۔

روحانیت :

روحانیت سے مقصود وہ تاثرات اور کیفیتیں ہیں جو ان مقامات کی زیارت اور ان ارکان حج کے ادا کرنے سے قلب و روح میں پیدا ہوتی ہیں گو مسلمان دنیا کے ہر ملک میں رہتے ہیں۔ ہر زبان بولتے ہیں اور ہر لباس پہنتے ہیں تاہم ان کے اندر یہ احساس باقی رہتا ہے کہ وہ جسمانی طور سے

کہیں بھی ہوں تاہم روحانی طور سے ان کا مسکن عرب کی ہی سرزمین ہے۔ اس لئے دور دراز مسافتوں سے شوق و ولولہ کے ساتھ یہاں پہنچتے ہیں۔ تو اس ریگستان اور پہاڑ کو دیکھ کر ان کی محبت کا سرچشمہ ابلنے لگتا ہے اور ان کے دل میں اسلام کے مرکز قرآن کی سرزمین کے مشاہدہ سے ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ مسلمانوں کو یہاں اسلام ہی کا مجسم پیکر دکھائی دیتا ہے۔ قرآن پاک نے مکہ معظمہ کو "ام القریٰ" یعنی آبادیوں کی ماں کہا ہے۔ یقیناً مکہ معظمہ تمام اسلامی دنیا کی آبادیوں کی ماں اور اصل ہے۔ اور اسے مرکزیت حاصل ہے۔

تاریخیت:

اسلام کی ابتدائی تاریخ کا حرف حرف اسی عرب اور حرم پاک کے ذرہ ذرہ سے مرتب ہوا ہے آدم علیہ السلام سے لیکر ابراہیم علیہ السلام تک اور ابراہیم علیہ السلام سے لے کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جو کچھ ہوا ہے اس کا تمام تر تعلق ارض حرم کے کوہ و صحرا اور در و دیوار سے ہے۔ یہیں آدم علیہ السلام نے سکونت کی اور عرش کے سایہ میں خدا کا گھر بنایا۔ یہیں حوا نے آکر ان سے ملاقات کی۔ یہیں نوح علیہ السلام کی کشتی آکر ٹھہری حضرت ہود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام نے پناہ لی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہاں ہجرت کی حضرت اسماعیل علیہ السلام نے یہیں سکونت اختیار کی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں ولادت پائی۔ یہیں وہ پہاڑی ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنی سواری سے اترے، یہیں وہ دوسری پہاڑی ہے جس پر باپ نے بیٹے کی قربانی کرنی چاہی، یہیں وہ چشمہ ہے جو حضرت ہاجرہ کو پیاس کے عالم میں نظر آیا۔ یہیں وہ خانۂ خدا ہے جس کی چہار دیواری کو حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بلند کیا۔ یہیں وہ مقام ہے جہاں کھڑے ہو کر انھوں نے خدا کے آگے سر جھکائے۔ اسی کے قریب "منیٰ" و "مشعر حرام" اور عرفات ہیں جو "شعائر اللہ" ہیں۔ یہیں وہ پتھر (حجر اسود) ہے جو حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہاتھوں سے مس ہوا۔ یہی وہ سرزمین ہے جہاں وہ ملت ابراہیمیہ کی بنیاد پڑی۔ یہی وہ آبادی ہے جہاں اسلام کا آفتاب طلوع ہوا۔ یہی وہ گلیاں اور راستے ہیں، جو جبرئیل امین کے گزرگاہ تھے۔ یہیں وہ غار حرا ہے جس میں قرآن کی پہلی کرن پھوٹی تھی۔ یہیں وہ صحن حرم ہے جس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ۵۳ سال بسر کئے۔ اور یہیں وہ مقام ہے جہاں "براق" کے قدم پڑے تھے۔

ان مقامات اور مناظر میں کسی زائر کا قدم پہنچتا ہے تو اس کی آنکھیں نیچی ہو جاتی ہیں، اس کی عقیدت کا سر جھک جاتا ہے اس کے ایمان میں بالیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ جدھر نظر ڈالتا ہے دل وجد کرتا ہے۔ آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں اور زبان تسبیح و تہلیل میں مشغول ہو جاتی ہے۔

حج مبرور:

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلی اور صحیح حج کا نام "حج مبرور" رکھا ہے یعنی وہ سراپا نیکی ہو اور وہی حج ان تمام روحانی برکات اور رحمتوں کا خزانہ ہے جو عرفات کے سائلوں کے لئے خاص ہے حج کی روحانیت درحقیقت توبہ، انابت اور گذشتہ ضائع اور کھوئی ہوئی عمر کی تلافی کے عہد اور آئندہ کے لئے اطاعت اور فرمانبرداری کے اعتراف اور اقرار کا نام ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حج اور عمرہ گناہوں کو اس طرح صاف کر دیتے ہیں۔ جس طرح بھٹی لوہے اور چاندی کے میل اور کھوٹ صاف کر دیتی ہے اور جو مومن اس دن (یعنی عرفہ کے

احرام کی حالت میں گذارتا ہے اس کا سورج جب ڈوبتا ہے تو اس کے گناہوں کو لے کر ڈوبتا ہے اس کے علاوہ اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں جن میں مخلصانہ حج ادا کرنے والوں کو رحمت اور مغفرت کی بشارت سنائی گئی ہے۔

حج چونکہ تمام تر توبہ اور انابت ہے اسی لئے "طواف" میں "سعی" میں کوہ صفا، اور "کوہ مروہ" پر "عرفات" میں "مزدلفہ" میں منیٰ میں ہر جگہ جو دعائیں مانگی جاتی ہیں ان کا بڑا حصہ توبہ اور استغفار کا ہوتا ہے اور اس بنا پر کہ گناہوں سے بصدق دل توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا وہ جس کا کوئی گناہ نہیں ہے اس لئے حج مبرور والوں کے تمام پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ یہاں سے حاجی ایک نئی زندگی اور ایک نیا دور شروع کرتا ہے جس میں دین اور دنیا کی بھلائیاں جمع اور دونوں کی کامیابیاں شامل ہوں گی۔

حج اور مساوات:

مساوات اسلام کا سنگ بنیاد ہے۔ اگرچہ نماز بھی محدود طریقے پر اس مساوات کو قائم کرتی ہے۔ لیکن پوری وسعت کے ساتھ اس کی اصلی نمائش حج کے زمانے میں ہوتی ہے۔ جب امیر و غریب جاہل و عالم، بادشاہ و رعایا کا ایک لباس میں ایک صورت میں ایک میدان میں، ایک ہی طرح خدا کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں نہ کسی کے لئے جگہ کی خصوصیت ہوتی ہے۔ نہ آگے پیچھے کی قید۔

حج اور اخلاقی خوبی:

بہت سی اخلاقی خوبیوں کا سرچشمہ کسب حلال ہے چوں کہ ہر شخص حج کے مصارف میں مال حلال صرف کرنے کی کوشش کرتا ہے اس لیے اس کو خود

(باقی صـ ۲۳ پر)

توفیق خداوندی سے
ہدایت یوں بھی مل جاتی ہے

مولانا نعیم اختر ندوی مقیم لندن

● لندن سے دس میل جنوب مغرب میں ایک شہر ہے جس کا نام "KINGSTON" کنگسٹن ہے ایک بار وہاں ایک تقریب میں جانا ہوا تو ہمارے میزبان نے ایک نومسلم انگلش نژاد نوجوان سے جس کی عمر تقریباً ۲۵ ر ۳۰ سال کے درمیان ہوگی ملاقات کرائی اور اس سے تعارف کرایا، ان کا نام شیرین بتایا اس سے ایک صاحب نے دریافت کیا کہ اگر برا نہ مانو تو کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کیسے مسلمان ہوئے جبکہ بالخصوص موجودہ دور اسلام دشمنی اور اسلام سے نفرت پھیلانے میں کوشاں اور ساعی ہے اس پر اس نوجوان نے جو جواب دیا اس کا خلاصہ یہ ہے۔

کہنے لگا کہ میں ایک کار گیرج CAR GARAGE میں کام کرتا تھا۔ مجھے بچپن ہی سے مختلف مذاہب کا موازنہ کرتے ہوئے مطالعہ کا شوق تھا، میں گرجا گھر بھی جاتا تھا یا یہ کہ گھر کے افراد کو ہمراہ لے جایا جاتا تھا لیکن وہاں کی تعلیم و تربیت اور مذہبی کردار کے پیش کرنے کے طرز سے میں فطری طور سے متوحش تھا اور بعض وقت مجھے اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوتا تھا آخر میں نے طے کر لیا کہ مجھے موجودہ عیسائی مذہب کو چھوڑ کر کسی ایسے دوسرے مذہب کو اختیار کرنا ہے جو حق کے قریب ہو اور فطرت کے تقاضوں کو پورا کرتا ہو، میں نے ایک روز گیرج میں کام کرنے والے اپنے ایک ہم پیشہ ساتھی سے جو کہ یہودی نژاد تھا۔ وہ بہت سنجیدہ اور پڑھا لکھا آدمی تھا تذکرہ کیا کہ مجھے ایک خلجانی و پریشانی ہے اس کے سوال کرنے پر میں نے بتایا کہ میں موجودہ عیسائیت سے قطعاً مطمئن نہیں ہوں اور ارادہ کرتا ہوں کہ کوئی دوسرا صحیح مذہب اختیار کروں مگر گھر میں نہیں آتا کہ کس مذہب کو قبول کروں، تم ہی کوئی رائے اور مشورہ دو" اس پر اس یہودی نوجوان نے کہا کہ اگر واقعی تم اس بارے میں سنجیدہ ہو کہ دوسرا مذہب اختیار کرو تو اسلام قبول کر لو کہ وہ ہی ایک سچا مذہب ہے مگر یاد رکھنا کہ مجھے کبھی بھی اسلام قبول کرنے کی دعوت ہرگز ہرگز نہ دینا اس کی یہ بات میں نے ذہن نشین کر لی اور اسلام و قرآن کے بارے میں تحقیق کرنے اور اس کا بغور مطالعہ کرنے میں لگ گیا اور پھر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آپ کے یہ میزبان ساتھی مجھے مل گئے جو کہ میرے پڑوسی بھی تھے اور الحمد للہ میں نے مسلمان ہو کر اسلام کو اپنی زندگی میں عملی طور سے لانا شروع کر دیا اور مزید برآں دعوت الی اللہ میں رفتہ رفتہ انہماک شروع کر دیا اور مختلف اوقات اکابرین کے مشورہ سے لگا تار رہتا ہوں۔ رزق حلال کی تلاش کے ساتھ ایک مسلمان دیندار عورت سے شادی کر کے سکون کی زندگی بسر کرتا ہوں۔ میری رفیقۂ حیات دین کا علم بھی رکھتی ہیں جس کے باعث تعلیم و تعلم اور بھی آسان ہو گیا ہے۔ فَلِلّٰہِ الحمد علیٰ ذٰلک

● ۱۹۸۹ء میں لندن کے رہنے والے محمد ابراہیم نامی ۲۰ سالہ نوجوان سے ملاقات ہوئی۔ سر پر عمامہ ملبا کرتا، ٹخنوں سے اونچا پائجامہ یہ بھی ایک نومسلم انگلش نوجوان ہیں ۱۹۸۶ء میں اسلام قبول کیا یہ بھی پڑھے لکھے ہیں اور معلومات عامہ کے شائق نیز بہت سے علمی سوالات کرنے اور مسئلہ مسائل معلوم کرنے کے عادی، اگر معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص عالم دین ہیں تو پھر ان سے وقت لے لے کر ہر قسم کے معاشی و معاشرتی سوالات کرتے اور ان کے جوابات بھی اپنے پاس لکھ لیتے ہیں، ہر وقت ان کے پاس ایک نوٹ بک ہوتی ہے جس میں مختلف النوع سوالات تحریر کرتے رہتے ہیں۔ ایک بار مستورات کی جماعت میں ان کے ساتھ وقت گذارنے کا موقع ملا۔ معلوم ہوا کہ ایک متمول گھرانے کے آدمی ہیں مگر جب سے اسلام قبول کیا ہے۔ لندن میں ایک مسلم قصاب کی دوکان پر نوکری کر کے حلال روزی کماتے ہیں، کھانا، پینا اور زندگی نہایت سادہ مگر دین کی تڑپ اور دعوت الی اللہ کا انہماک۔ اللہ اکبر۔ قابل رشک ہے ایک دفعہ جماعت میں ایک ساتھی کی کچن میں "مطبخ" ترکاری کاٹتے ہوئے انگلی کٹ گئی کچھ ساتھیوں نے کہا کہ فلاں کریم CREAM لا کر لگا دو، انھوں نے کہا کہ رک جاؤ میں ایک چیز لاتا ہوں، انھوں نے کوئی چیز ذرا سی جلائی اور اس کی راکھ زخم میں بھر کر پٹی باندھ دی، معلوم کرنے پر بتایا کہ میں جب پچھلے سال حج پر گیا تھا تو مدینہ منورہ کی کھجور کی چھال لایا تھا، میں نے حدیث میں سنا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زخموں کا اسی سے علاج کرتے تھے، پھر جوش میں آکر اور آنکھوں میں آنسو بھر کر کہنے لگے سنت میں شفا ہے، نہ کہ فاسقوں، کافروں اور بدکاروں کی دواؤں میں۔ یہ جملے ایمان کی کس بلندی سے نکلے ہوں گے یہ تو دلوں کے بھید جاننے والے کو خوب معلوم ہے۔ مگر ہم کو واقعی اپنی ایمانی سطح اور ان کی ایمانی سطح میں صاف فرق محسوس ہوا۔ اور اشک اور دعا کے علاوہ کچھ نہ ہو سکا۔

ایک روز کہنے لگے کہ مجھے لوگ سمجھاتے ہیں کہ عمامہ کرتا وغیرہ لندن میں مت پہنو۔ یہ انتہا پسندی ہے اس سے لوگ تم کو "کارٹون" سمجھیں گے۔ مزید کہا کہ مجھے تعجب ہوتا ہے جب دینی علوم کے حامل بعض نوجوان علماء مجھے اس طرح سمجھاتے ہیں مگر میں سن کر اُدبا خاموش ہو جاتا ہوں لیکن آج تک اس نتیجہ پر نہیں پہونچ سکا کہ جو علم مدرسوں میں بڑی بڑی بحثوں کے ساتھ ثابت کیا جاتا ہے اس کو عمل میں لانے میں کیا انتہا پسندی ہے؟ یا تو کتابوں میں لکھا غلط، یا پھر ہماری زندگی غیروں سے مرعوب اور غلط کہنے لگے کہ یہ ہماری قوم جس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے وہ تو دینی تہذیب پر عمل کرنے اور عام کرنے میں کبھی نہیں شرماتی بلکہ سڑکوں اور پبلک پیلس "عوامی جگہوں" پر بھی عام کرتی ہے۔ اور ہم اسلام کو حق سمجھ کر اس پر شرمائیں عجب تضاد ہے، اس نوجوان کے یہ الفاظ سن کر زبان بے اختیار یوں حرکت کرنے لگی ؎

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

READING UNIVERSITY

ریڈنگ یونیورسٹی انگلینڈ کے ایک نوجوان طالب علم جو کہ ہاؤس آف لارڈز برطانیہ کے ایک لارڈ صاحب کے صاحبزادے ہیں وہ جماعت کے ساتھی کی محنت سے جو کہ خود اس یونیورسٹی کے طالب علم اور اس کے ہم جماعت تھے۔ الحمدللہ مسلمان ہو گئے، اور علمی طور سے مسلمان ہیں سر پر عمامہ شلوار، کرتا، داڑھی کے ساتھ اپنے والدین کے ساتھ رہتے ہیں، اکثر اپنے والد کے ساتھ ٹیلی ویژن پر بھی اسی لباس و شکل و صورت میں دیکھے گئے۔ اخبارات میں بہت سے مضامین نکلے ایک آرٹیکل جو شاید ٹیلی گراف یا "گارجین" میں شائع ہوا تھا۔ اس میں اُن کے باپ کا مقولہ تھا کہ "ہم نے تو پوری دنیا سے اسلام مٹانے کی کوشش کی اور اسلام خود ہمارے گھر میں داخل ہو گیا"۔

یہ اور اس طرح کے روزمرہ پیش آنے والے واقعات ہیں جو اس بات کا زندہ ثبوت ہیں کہ ؎

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
یہ اتنا ہی ابھرے گا جتنا دبائیں گے۔

اب مستیوں سے ہوش میں آنے کا وقت ہے

قیصر صدیقی معلم دارالعلوم ندوۃ العلماء

سارے جہاں کو راہ پہ لانے کا وقت ہے
باطل کو اب جہاں سے مٹانے کا وقت ہے
غفلت کی نیند سونے کا ہرگز نہیں ہے وقت
خوابوں سے دوسروں کو جگانے کا وقت ہے
ظلم و ستم کو شیوہ بنائے ہوئے ہیں جو
اب ان کو راہ راست پہ لانے کا وقت ہے
مقتل بنا ہے آج جو جنت نشاں تھا کل
اجڑے چمن کو پھر سے سجانے کا وقت ہے
ارزاں ہے خون پانی سے امروز دوستو!
اب مستیوں سے ہوش میں آنے کا وقت ہے
رشوت کو پاسداری کو رسم جہیز کو
اپنے معاشرے سے مٹانے کا وقت ہے
دولہن کا نام پا کے جو مرتی ہیں بیٹیاں
جور و جفا سے ان کو بچانے کا وقت ہے
امن و اماں کا صلح کا پیغام دیجئے
اب نفرتوں کی آگ بجھانے کا وقت ہے
سرشار ایک گھاٹ سے ہو ساتھ شیر و بز
لوگوں کو ایسی راہ پہ لانے کا وقت ہے
نفرت کے بیج بونے کو کیوں سوچتے ہو تم
امن و اماں کے پھول کھلانے کا وقت ہے
قیصر فضا یہاں کی اب ہو جائے خوشگوار
جو کچھ ایسے آج دکھانے کا وقت ہے

بمبئی کے قارئین "تعمیر حیات" سے

بمبئی کے قارئین تعمیر حیات حضرات سے گذارش ہے کہ تعمیر حیات کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں۔ وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائے گی۔

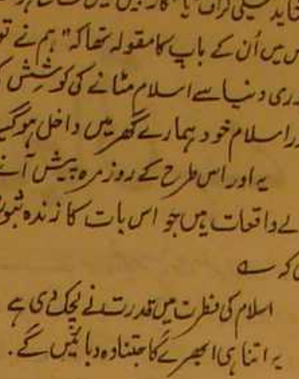

ALAUDDIN TEA
Tea Merchants
44, Haji Building,
S. V. Patel Road, Null bazar, Bombay-400 003.
Tele. : Add Cupkette Tel. : 3762220/3728708
Tel. (R) 3095852

۲۴ نمبر اور ۱۲ نمبر کی اسپیشل چائے حاصل کیجئے۔

تعمیر حیات

اپنی نئی نسلوں کو عالمی حالات سے باخبر رکھنے کیلئے تعمیر حیات کے مطالعہ کی ترغیب دیجئے

عالم اسلام کے مشہور محدث و عالم دین
شیخ عبدالفتاح کا سانحۂ وفات

عالم اسلام کی ممتاز شخصیت شیخ عبدالفتاح ابوغدہ جن کے بارے میں دارالعلوم ندوۃ میں تحریری جلسے سے خطاب فرماتے ہوئے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ نے کہا کہ شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کے انتقال سے علمی دنیا کو بالعموم اور علم حدیث کو بالخصوص غیر معمولی خسارہ ہوا ہے۔

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کی وفات سارے عالم اسلام کے لئے ایک بڑا سانحہ ہے لیکن ہندوستان جہاں کے علماء سے مرحوم کو خاص لگاؤ تھا اور خاص طور سے لکھنؤ کے لئے بے حد غمناک حادثہ ہے جہاں فرنگی محل کی عالمی شہرت کی حامل شخصیت علامہ عبدالحی فرنگی محلی سے مرحوم کو گہری عقیدت تھی۔ اور چند ماہ قبل شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کی ایک تصنیف بھی منظر عام پر آ چکی ہے۔ جو دراصل مولانا عبدالحی فرنگی محلی کی ایک تصنیف کی شرح ہے۔ مرحوم شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کو دارالعلوم ندوۃ العلماء سے گہرا لگاؤ تھا۔ جس کے پچاسی ۸۵ سالہ جشن تعلیمی میں شرکت بھی کی تھی۔ اور آخری مرتبہ ندوۃ العلماء میں نومبر ۱۹۹۳ء میں آئے تھے جہاں انھوں نے رابطہ ادب اسلامی کی کانفرنس میں شرکت کی تھی اس موقع پر ندوۃ العلماء میں شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کے علمی، ادبی فقہی اور اسلامی خطبات کا خصوصی طور سے اہتمام کیا گیا تھا۔ جس سے لکھنؤ کے تعلیمی حلقوں نے استفادہ کیا تھا۔

داعی و مربی مرحوم شیخ عبدالفتاح کو علم حدیث و فقہ پر بڑا عبور حاصل تھا۔ وہ اصلاً شام کے رہنے والے تھے۔ ایک عرصہ تک دمشق یونیورسٹی میں درس و تدریس میں مشغول رہے۔ پھر شام میں کمیونسٹ حکومت قائم ہو جانے پر وہ معتوب ہو گئے اور اس کے نتیجہ میں انھوں نے مستقل طور سے سعودی عرب میں سکونت اختیار کر لی۔ اور ریاض کی جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ میں علم حدیث کے استاذ مقرر ہو گئے۔ مرحوم اس وقت عالم اسلام کے ان چند عالموں میں تھے جو خاموشی سے تبلیغ اسلام اور اس کی تشریح میں لگے ہوئے تھے۔ ان کی تصانیف کلیدی اور حوالہ جاتی حیثیت رکھتی ہیں۔

مولانا سید ابوالحسن علی حسنی نے شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کے سانحہ ارتحال کو ایک ناقابل تلافی نقصان قرار دیا۔ خاص کر ایک ایسے دور میں جب علم حدیث سے شوق اور دلچسپی اور اس میں مہارت میں کمی ہو گئی ہے، انھوں نے کہا کہ شیخ عبدالفتاح کے انتقال سے علمی دنیا کو عام طور سے اور علم حدیث کو خاص طور سے بڑا غیر معمولی نقصان پہونچا ہے۔ اور ہمارے محدود علم میں پورے عالم اسلام میں ان کی نظیر نہیں پائی جاتی تھی۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے مہتمم مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے کہا کہ شیخ عبدالفتاح ایک ممتاز محدث ہی نہیں تھے بلکہ بڑے داعی اور مربی بھی تھے۔ حدیث شریف میں وہ عالم اسلام میں سند کی حیثیت رکھتے تھے۔ ان کے انتقال سے نہ صرف علمی نقصان ہوا ہے بلکہ دعوت دین کو بھی خسارہ ہوا ہے۔

دارالعلوم کے استاذ حدیث اور شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کے شاگرد رشید مولانا سید سلمان حسینی ندوی نے اپنے استاذ اور مربی کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ شیخ بلند پایہ محدث تو تھے ہی لیکن وہ ایک ممتاز محقق بھی تھے۔ اس کے ساتھ زہد و تقویٰ اور تواضع میں بھی ممتاز تھے۔ وہ داعی و مربی بھی تھے۔ ان کے انتقال سے علمی دنیا میں بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے۔

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ شام کے ایک مشہور تاریخی شہر "حلب" میں پیدا ہوئے تھے۔ اور وہاں تعلیم حاصل کرنے کے بعد مصر کی عالم اسلام کی قدیم اور مشہور یونیورسٹی جامع الازہر میں کئی برس تعلیم حاصل کی۔ اور فراغت کے بعد ان کا علمی سفر جاری رہا۔ انھوں نے تقریباً ایک سو تیس ۱۳۰ قیمتی ساتھ اور محدثین سے علمی استفادہ کیا۔ وہ ستر سے زائد کتابوں کے مصنف تھے۔ جن میں پچاس ۵۰ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ پندرہ کتابیں زیر طبع ہیں۔ اور کچھ مسودات کی شکل میں ہیں۔ مرحوم شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی دامت برکاتہم سے بڑا گہرا لگاؤ اور انس تھا جن کو وہ اپنا شیخ اور مربی سمجھتے تھے۔

شیخ کا رمضان سے قبل آنکھ کا آپریشن ہوا تھا جو زیادہ کامیاب نہ رہا۔ اور اس کے بعد مسلسل یکے بعد دیگرے مختلف عوارض کا حملہ رہا۔

عید سے قبل ۱۰ فروری ۱۹۹۷ء کو زیادہ علیل ہو گئی اور ہوتی گئی، اور ۱۶ فروری ۱۹۹۷ء کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔

۱۷ فروری کو نماز جنازہ ہوئی جنازہ میں عقیدتمندوں کا ہجوم تھا۔ شام، ہندوستان، پاکستان سعودی عرب کی اہم شخصیات نے شرکت کی، جن میں ڈاکٹر عبداللہ ترکی۔ وزیر شئون اسلامیہ۔ ڈاکٹر

(باقی صفحہ ۲۷ پر)

کعبہ، حج اور حجرِ اسود

ڈاکٹر سید احتشام احمد ندوی (صدر شعبہ عربی، کالی کٹ مدینہ یونیورسٹی کیرالا)

اس کو کب ارضی پر سب سے پہلا گھر جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے بنایا گیا وہ کعبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ، فِیْہِ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ۔ (آل عمران)

ترجمہ:۔ بیشک سب سے پہلا گھر لوگوں کے لئے جو بنایا گیا وہ مکہ میں ہے مبارک ہے اور سارے عالموں کے لیے ہدایت ہے، اس میں واضح نشانیاں ہیں مقام ابراہیم ہے اور جو کعبہ میں داخل ہوگا وہ مامون ہوگا۔ اور اللہ کے لیے لوگوں پر کعبہ کا حج لازم ہے۔ اگر راستہ کی قدرت ہو۔ جو انکار کرے گا تو اللہ سارے عالموں سے بے نیاز ہے۔

کعبہ کی تعمیر کا حکم

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بیت اللہ مکہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قبل موجود تھا۔ اور اس کو سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے بنایا تھا۔ امام بیہقی دلائل النبوۃ میں ایک مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل کو آدم علیہ السلام کے پاس بھیجا اور ان کو کعبہ بنانے کا حکم دیا تو آدم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو اس گھر کے طواف کا حکم دیا اور ان سے کہا گیا کہ یہ پہلا گھر ہے خدا کا جو لوگوں کے لیے بنایا گیا ہے یہ معروف حقیقت ہے کہ گھر بنتے ہیں پھر لمبتداد زمانہ سے گر جاتے ہیں۔ حضرت آدم کا بنایا ہوا گھر گر گیا ہوگا بعد میں جو لوگ آتے وہ اس کی تجدید کرتے رہے پھر قرآن مجید نے وضاحت سے ذکر کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کعبہ کی تجدید کی اور اس کو دوبارہ بنایا یہ اس کے بعد بھی وہ بارہا بنایا گیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:۔

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ (سورہ بقرہ)

ترجمہ:۔ یاد کرو کہ جب ابراہیم و اسمٰعیل گھر کی بنیادوں کو اونچی کر رہے تھے۔

اس موقع پر بنیاد رکھنے کا ذکر نہیں کیا گیا بلکہ جو بنیادیں موجود تھیں ان کو اونچا کرنے کا ذکر کیا گیا۔ قدیم بنیادیں وہی ہیں بیت اللہ امام بخاری کی روایت کے مطابق زمین سے بلند تھا جب سیلاب آتا تو اس کے جنوب و شمال کے حصوں کو متاثر کرتا۔

اس وقت بھی جب ابراہیم علیہ السلام نے حضرت حاجرہ کو مکہ میں چھوڑا تو حضرت حاجرہ نے پوچھا کہ آپ مجھے یہاں تنہا چھوڑ رہے ہیں تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تم کو یہاں خدا کے حکم کے مطابق لاکر چھوڑا ہے یہاں اس کا گھر کعبہ ہے اور اللہ ان لوگوں کو جو اس کے حرم میں رہتے ہیں ضائع نہ کرے گا۔

پھر ابراہیم علیہ السلام دوبارہ لوٹ کر آئے تو اسمٰعیل علیہ السلام نوجوان تھے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ایک حکم دیا ہے اس میں تم میری مدد کرو۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ نے کیا حکم دیا ہے۔ تب ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں اس اونچی زمین پر اس کا گھر بناؤں۔ اس وقت دونوں نے مل کر اس کی بنیادیں بلند کیں۔ حضرت ابراہیم بناتے تھے اور حضرت اسماعیل پتھر لاتے تھے پھر جب عمارت بلند ہوئی تو حضرت ابراہیم ایک پتھر لاتے اور اس پر چڑھ کر کعبہ بنانے لگے۔ اور حضرت اسمٰعیل ان کو پتھر دینے لگے، جب گھر بن گیا تو ابراہیم نے یہ دعا مانگی۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

اے ہمارے رب ہم سے قبول فرما۔ بیشک آپ سننے والے اور خوب جاننے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَطَھِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْعٰکِفِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ

میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں، رکوع کرنے والوں، اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔

اسلام میں طواف صرف کعبہ کا جائز ہے۔ اور کسی مسجد یا گھر کا طواف نہیں کیا جاتا۔

جہاں تک مکہ کا سوال ہے تو مکہ کو بکہ بھی کہا جاتا ہے زجاج کہتے ہیں کہ یہ لفظ "البک" سے مشتق ہے۔ اس کے معنیٰ دفع کرنے اور ڈھکیلنے کے ہیں چونکہ مکہ میں بھیڑ بہت ہوتی ہے ایام حج میں اس مناسبت سے یہ نام پڑ گیا۔ حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ لوگ حج کرنے جاتے ہیں تو اژدہام شدید ہوتا ہے لہٰذا مکہ کو بکہ کہا جانے لگا۔

مکہ اس جگہ کا نام پانی کی قلت کی وجہ سے پڑ گیا۔ مکہ کو حاطم بھی کہا جاتا ہے اس لیے جو شخص اس شہر کی حرمت پر حملہ کرتا ہے اس کو وہ ختم کر دیتا ہے۔

یہ مبارک گھر ہے اللہ نے اس میں برکت رکھی ہے اس کا ثواب ایک رکعت کا ایک لاکھ کے برابر ہے طواف عبادت اور اعتکاف سب کا ثواب بہت زیادہ ہے اس مقام پر۔ یہاں ہدایت کی روشنی عام ہے۔

یہاں پر مقام ابراہیمؑ ہے یہ وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام چڑھ کر دیوار کو بلند کرتے تھے۔ امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ یہ پتھر کعبہ سے ملحق تھا لیکن حضرت عمرؓ نے اپنے دور میں اس کو کعبہ سے دور کر دیا۔ تاکہ طواف کرنے والوں کو اس پتھر کے درمیان میں آنے سے تکلیف نہ ہو۔ اور جو لوگ پتھر کے پاس یعنی مقام ابراہیمؑ کے پاس نماز ادا کرنا چاہتے ہیں وہ نماز پڑھ سکیں۔ کعبہ کا طواف کرنے کے بعد اور طواف کرنے والے طواف کرتے رہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے مقام ابراہیمؑ پر نماز پڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا ہے۔

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھِیْمَ مُصَلًّی (سورۂ بقرہ)

اور مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بناؤ۔

حج بیت اللہ کا ثواب:۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ اے لوگو تم پر حج فرض کر دیا گیا ہے تو حج کرو۔ ایک شخص نے پوچھا کیا ہر سال حج فرض ہے؟ اس نے تین بار سوال کیا حضورؐ خاموش رہے پھر فرمایا کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا اور تم کر نہ پاتے۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا کہ حج کب فرض ہوتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ جب زادِ راہ ہو اور سواری میسر ہو (ترمذی)

مسلم و بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ حدیث مروی ہے کہ "العمرۃ الی العمرۃ کفارۃ لما بینھما والحج المبرور لیس لہٗ جزاء الا الجنۃ" ایک عمرہ سے دوسرے عمرہ کے درمیان جو گناہ ہوتے ہیں وہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور حج مبرور کا بدلہ صرف جنت ہے۔ مبرور کے معنیٰ ہیں ایسا حج جس میں کوئی گناہ سرزد نہ ہوا ہو۔ حضرت ابو ہریرہؓ ایک دوسری روایت میں فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا:

"مَنْ حَجَّ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمِ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ"

جس نے حج کیا اور کوئی فحش کام نہیں کیا اور خدا کی کوئی نافرمانی نہیں کی تو وہ اس طرح گناہوں سے پاک واپس آیا جیسے کہ اس دن تھا جب کہ اس کی ماں نے اس کو پیدا کیا تھا۔ امام ترمذیؒ نے ایک حدیث میں آنحضرتؐ کا قول نقل کیا ہے کہ: "غفر لہ ما تقدم من ذنبہ" حاجی کے پہلے کے ہوئے سارے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ امام ترمذیؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:۔

تابعوا بین الحج والعمرۃ فانھما ینفیان الذنوب والفقر کما ینفی (الکیر) خبث الحدید والذھب والفضۃ ولیس للحج المبرور ثواب الا الجنۃ ومامن مؤمن یظل یومہ محرمًا الا غابت الشمس بذنوبہ۔

حج اور عمرہ پے در پے کرتے رہو اس لیے کہ یہ دونوں گناہوں کو اور فقر کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جیسے بھٹی میں لوہے کا میل چھانٹ ہو جاتا ہے اور سونا و چاندی (چمک کر نکل آتی ہے) اور حج مبرور کا بدلہ صرف جنت ہے اور مومن جس دن احرام باندھتا ہے تو سورج اس کے گناہوں کو لے کر ڈوب جاتا ہے۔

حج نہ کرنے پر وعید

حضرت مجاہد طاؤس اور سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ کسی مالدار کی ہم نماز جنازہ نہیں پڑھاتے اگر اس پر حج واجب تھا مگر حج نہیں کیا۔ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جس پر حج واجب ہو وہ حج نہ کرے تو اس کو اختیار ہے کہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر۔

پس حج میں تاخیر جائز نہیں کہ عمر کا کوئی اعتبار نہیں آج وہ کل ہماری باری ہے۔ جب حج فرض ہو فوراً کر لینا چاہیے۔ کتنے مالدار ہیں جو سوچتے رہتے ہیں کہ آئندہ سال حج کر لیں گے۔ مگر اس سے پہلے موت آجاتی ہے بلے

حجر اسود

کعبہ میں حجر اسود ہے، کعبہ کا طواف حجر اسود سے شروع کیا جاتا ہے حجر اسود کو بوسہ دے کر طواف شروع ہوتا ہے اور بوسہ بھی منہ لگا کر کرنا چاہیئے۔ لیکن چونکہ حجر اسود پر اژدہام سخت ہوتا ہے لہٰذا ہاتھ اس کی طرف کر کے ہاتھ کو چوم لیا جاتا ہے اور پھر طواف شروع ہو جاتا ہے یہ ان کے لیے ہے جو حجر اسود تک نہیں پہونچ پاتے حجر اسود رمز ہے وحدت مقصد کا۔ ظاہر بین تو کعبہ کے طواف کی ابتدا اور انتہا کا ذریعہ ہے اور اس سلسلہ میں بنیادی رول ادا کرتا ہے۔ حجر اسود کو بوسہ دینا عبادت کے لیے نہیں ہے نہ اسلام کی

عبادت میں بوسہ کو شامل کیا گیا ہے وہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی سنت ہے کہ آپ نے کیا تھا لہٰذا ہم بھی کرتے ہیں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صاف فرمایا کہ:

"انا اعلم انك حجر لا تضر ولا تنفع ولولا انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبلك ما قبلتك"

اے حجر اسود، میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ نقصان پہونچا سکتا ہے اور نہ نفع۔ اور اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھ کو بوسہ نہ دیتا۔

وحدانیت کا اعلان

حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت اللہ اکبر کہنا چاہیئے کہ اس کی وحدانیت کا اعلان ہو۔ مشرقین اور اصحاب ھوی کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اسلام نے بتوں کو توڑ ڈالا ہے اور خود حج کے دوران منیٰ میں شیطان کو پتھر مارا جاتا ہے، پس یہ بات آسانی سے سمجھی جا سکتی ہے کہ اگر اسلام نے پتھر کی عبادت کو شروع کیا ہوتا تو پھر پتھر کو پھینکنے کا حکم نہ دیتا۔ ایک ہی زمانہ میں یعنی حج میں[1]

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے تفصیل سے حجر اسود کے بارے میں لکھا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حجر اسود ان لوگوں کی سفارش کرے گا اور گواہی دے گا عمل خیر کی جنھوں نے اس کا بوسہ دیا ہے یہ بالکل ایسا ہے کہ روزہ اور نماز انسان کی سفارش کریں گے اور گواہی دیں گے حالانکہ وہ دونوں کوئی ناطق مخلوق نہیں ہیں معنوی عمل ہیں حتیٰ کہ ہمارے اعضائے جسم قیامت کے دن ہمارے خلاف گواہی دیں گے۔ ہاتھ کہے گا کہ ہم سے اس شخص نے برائی کروائی، پیر بولے گا کہ ہم سے یہ کام لیا گیا الغرض قدرت خداوندی سے یہ سب باتیں بعید نہیں ہیں، وہ اگر ہم کو بولنے کی طاقت عطا کر سکتا ہے تو وہ ہمارے اعضاء کو بھی یہی طاقت دے سکتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ حجر اسود کے بارے میں اس طرح رقمطراز ہیں:-

"آنحضرتؐ نے فرمایا کہ حجر اسود جنت سے اتارا گیا۔ اور وہ دودھ سے بہت زیادہ سفید تھا پھر بنی آدم کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا اور آپؐ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ قسم اللہ کی کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ایسی حالت میں اٹھائے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا اور زبان ہو گی جس سے وہ بولے گا۔ اور جس نے اس کو اللہ کے لیے بوسہ دیا ہے اس کی شہادت بیان کرے گا۔ اور آپؐ نے فرمایا رکن ایمانی اور مقام ابراہیم دو یاقوت ہیں۔ میرے نزدیک یہ احتمال ہے کہ واقع میں یہ جنت سے لائے گئے تھے لیکن جب زمین پر نصب کئے گئے تو حکمت کا مقتضیٰ یہ ہوا کہ بحسب مزاج زمین کے ان میں رعایت کی جائے اس لیے ان کا نور سلب کر لیا گیا[2]۔

---

[1] یہ تمام خیالات و احادیث ماخوذ ہیں ڈاکٹر عبدالعلیم محمود کے مقالہ "واللہ علی الناس حج البیت" مطبوعہ البلاغ ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۱ء کویت ص ۳۲ تا ۳۵۔

[2] ایضاً ص ۲۱

[3] حجۃ اللہ البالغہ۔ ترجمہ از مولانا خلیل احمد صاحب لاہور ۱۹۸۹ء ص ۳۹۹

خط و کتابت کرتے وقت

خریداری نمبر اور اپنا پتہ

صاف اور خوش خط تحریر فرمائیں (ادارہ)

مشہور عالم دین و ممتاز فقیہ

مولانا محمد برہان الدین سنبھلی کے تیس سالہ مطالعہ کا حاصل اہم تصنیف

موجودہ زمانہ کے مسائل کا شرعی حل (نیا حسین ترین ایڈیشن)

جسمیں زمانہ حاضر کے پیدا کردہ تمام ضروری مسائل مثلاً: بینک انشورنس، پراویڈنٹ فنڈ، سود کا مصرف، سود سے ٹیکسوں کی ادائیگی، حق تصنیف و طباعت، ہندوستان کی زرعی زمینوں کی شرعی حیثیت و حکم، دو ملکوں کے سکوں کا تبادلہ، ٹیلیویژن، وی سی آر، فیملی پلاننگ، نلکی زادہ، انسانی خون و اعضاء کا استعمال، مشینی ذبیحہ، ہندوستانی ترانہ (وندے ماترم) یہ اور ان جیسے ایک سو سے زیادہ عنوانات پر اسلامی اصول و تعلیمات کی روشنی میں عام فہم اور محققانہ گفتگو کر کے شرعی حکم بتایا گیا ہے۔

اس کتاب کا ہر مدرسہ، ہر مسلم ادارے بلکہ ہر مسلمان کے گھر میں ہونا خاص طور سے اہل علم کے مطالعہ میں رہنا ضروری ہے۔

(کتابت، طباعت، کاغذ نہایت اعلیٰ، پانچ رنگوں کا حسین ٹائٹل۔ صفحات ۲۸۶ قیمت نوّے روپے ۹۰)

دنیا میں اب بھی خیر ہے

ماجد عبداللہ ترکیت ـــــ ترجمہ فضل الرحمٰن شمس ندوی

ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں متحدہ عرب امارات کے شہر دبئی کے ایک بازار میں اپنے لڑکے عبداللہ کے لئے کپڑے خرید نے گیا وہاں جب میں ایک بڑی دوکان میں داخل ہوا تو میری نظر کویت کی اسلامی امداد تنظیم کے ایک بکس پر پڑی جو چیچنیا کی امداد کے لئے تھا اس تنظیم سے میرا تعلق تھا چنانچہ میں اس بکس کے قریب گیا تاکہ معلوم کروں کہ یہ بھرا ہوا ہے یا خالی اتنے میں اچانک ایک خاتون جو امارات ہی کی رہنے والی تھیں اور اس دوکان کی مالک تھیں میری طرف بڑھیں اور مجھ سے کہا کہ آپ کو اس بکس سے کیا مطلب؟ میں نے کہا کہ میں اسی تنظیم کا ذمہ دار ہوں میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ اس میں کتنی تعداد جمع ہوئی، انھوں نے مجھے چیچنیا میں پیش آنے والے حالات کے بارے میں کچھ سوالات کیے میں نے ان کو وہاں کے حالات سے واقف کرایا اور کہا کہ ہمارا ادارہ جلد ہی ایک جہاز ان کی امداد لے کر بھیجنے والا ہے، یہ سننے کے بعد انھوں نے مجھے اپنی عامی زبان میں کہا کہ میں ٹرک بلواؤں اور جو کچھ بھی اس دوکان میں بچوں کے کپڑے ہیں وہ چیچنیا کے لئے قبول کر لوں۔

مجھ کو شروع میں اس خاتون کی بات پر یقین نہیں آیا اس لئے کہ دوکان بڑی تھی اور قیمتی سامان سے بھری ہوئی تھی اور پورا سامان یورپ کا بنا ہوا تھا چنانچہ میں نے سوال کو دہرایا کہ کیا آپ سچ مچ ایسا کرنا چاہتی ہیں تو انھوں نے ہاں میں جواب دیا تو میں نے فوراً دو گاڑیاں بلوائیں اور اور میں نے ان گاڑیوں کو سامان سے بھر لیا اور دوکان بالکل خالی کر دی پھر میں نے ان خاتون کا شکریہ ادا کرنے کے لئے ان کا نام پوچھا تو انھوں نے نام بتانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں نے تو اس کو اللہ کے لئے دیا اور رسید بنانے کے لئے وہ میرا نام جانتا ہے آج تک میں نہیں جان سکا کہ وہ کون خاتون تھیں۔

اس واقعہ کے بعد میں نے اپنے ایک دوست سے اس کا ذکر کیا تو اس نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ "دنیا میں اب بھی خیر ہے" میں نے اس سے کہا یہ مثل غلط ہے بلکہ خیر ہر انسان میں موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیر میرے اندر ہے اور میری امت کے اندر قیامت تک باقی رہے گی لیکن خیر محتاج ہے ایسے لوگوں کی جو اس کو لوگوں کے دلوں میں زندہ اور بیدار کریں ہر انسان میں خیر موجود ہے اگرچہ اس کے اندر خفاوت اور سختی کتنی ہی آگئی ہو لیکن خیر کی وہ چنگاری جو ہر انسان میں موجود ہے اس کو ابھارنے کے لئے ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو یہ جانتے ہوں کہ کس طرح سے اس کو ابھارا جائے۔ خیر کی چنگاری کو معلوم کرنا بھی ایک فن ہے اس کے کچھ اصول و ضوابط ہیں اور سب سے پہلے جس شخص نے اس کو پہچانا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی ہے آپؐ نے فرمایا:

"خیر میرے اندر اور میری امت کے اندر قیامت تک باقی رہے گی اور کبھی ختم نہیں ہوگا اور ہم تم کو خیر پر دیکھتے ہیں"

(مجلہ الخیریۃ۔ کویت)

دعائے مغفرت

بمبئی کے مشہور تبلیغی کارکن اور مدارس کے لئے جد و جہد کرنے والے حاجی علاء الدین مرحوم کے منجھلے صاحبزادہ یٰسین صاحب کچھ عرصہ سے فلکج کے مریض تھے صحت برابر گرتی جا رہی تھی مرض قابو میں نہیں آ رہا تھا رمضان المبارک کے روزے پورے کئے رمضان المبارک میں صحت کی خرابی کے باوجود دار العلوم ندوۃ العلماء، دار العلوم دیوبند اور مظاہر علوم سہارنپور کی خدمت کے لئے برابر مستعد رہے اور بشاشت کے ساتھ ان کی خدمت کی عید کے بعد نزلہ وغیرہ کا ایسا شدید حملہ ہوا کہ اسپتال میں داخل کرنا پڑا، علاج و معالجہ کی ہر کوشش کی گئی لیکن مشیت خداوندی اپنے وقت پر نافذ ہو کر رہی اور ۱۲ شوال بروز جمعرات انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم مدارس کے لئے اپنے والد ہی کی طرح جد و جہد کرتے تھے اور اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے تھے بچے بھی پوری دلچسپی کے ساتھ اس خدمت کو سعادت سمجھ کر انجام دیتے تھے، مرحوم کے چار صاحبزادے ہیں اور ماشاء اللہ چاروں نیک و سعید ہیں دعوت و تبلیغ کے کام سے جڑے ہوئے دیندار اور مدارس کے لئے فکر کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کی عمریں دراز فرمائے اور باپ دادا کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق سے نوازے۔

● دار العلوم ندوۃ العلماء سے خصوصی رابطہ و تعلق رکھنے والے جناب الحاج ابراہیم صاحب جو کمشنر کی الیہ کا رمضان المبارک میں انتقال ہو گیا مرحومہ بڑی نیک، صوم و صلوٰۃ کی پابند اور غریب پرور خاتون تھیں۔ قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

چیچنیا میں شریعت اسلامیہ کا نفاذ

نومنتخب صدر کا اہم ترین مقصد

ترجمہ:- مطیع الرحمٰن عوف ندوی

ابھی حال ہی میں چیچنیا میں الیکشن ہوا ہے، جس میں اصلان مشہدوف کا بحیثیت صدر کے انتخاب عمل میں آیا ہے، عربی اخبار "المسلمون" نے ان کے مقاصد کو تفصیل سے بیان کیا ہے ہم اسے پیش کرتے ہیں۔

"نومنتخب چیچنیائی صدر اصلان مشہدوف نے نئی حکومت کی تشکیل اور اس کے کلیدی عہدوں کی تعیین کے سلسلہ میں گفت و شنید کا آغاز کر دیا ہے واضح رہے کہ حالیہ الیکشن کے بعد چیچنیائی مرکزی الیکشن کمیشن نے صدارت کے عہدہ کے لئے سرکاری سطح پر مسٹر مشہدوف کی کامیابی کا اعلان کیا ہے۔

کامیابی کے اعلان کے بعد صدر نے اپنے پہلے بیان میں حکومت کے سات اہم نکات کی تعیین کی ہے جن میں سب سے مقدم یہ ہے کہ روس کی جانب سے جمہوریہ چیچنیا کو تسلیم کرایا جائے اور وہ جنگ سے پیدا شدہ نقصانات کا ہرجانہ ادا کرے نیز بازآبادکاری کے سلسلہ میں سخت ضرورت کے پیش نظر روسی ماہرین کو واپس نہ بلایا جائے اور مذاکرات کا سلسلہ شروع کیا جائے، اور اگر شامل باسائیف اپنی خدمات پیش کرنا چاہیں گے تو ان کو کوئی خدمت سپرد کی جائے گی، اور روس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ چیچنیائی آراضی سے پٹرول کو منتقل کرنے کی اجرت ادا کرے، صدر کے منجملہ مقاصد میں ایک بنیادی مقصد اسلامی حکومت کا قیام ہے انھوں نے کہا کہ وہ حکومت کی تشکیل کے بعد سب سے پہلے جو کام کریں گے وہ جمہوریہ میں امن و قانون کی صورت حال کو بہتر بنائیں گے تاکہ قتل، اغوا اور دوسرے جرائم روکے جا سکیں، اور اس مقصد کے حصول میں چیچنیائی افواج بھی شریک ہوں گی، جن کا ملک کی آزادی اور اس کے لئے جنگ میں بڑا حصہ رہا ہے جنگ سے متاثرین کے لئے ان کا پورا تعاون کیا جائے گا اور پناہ گزینوں کے کے مسائل کا حل تلاش کیا جائے گا۔

صدر کا خیال ہے کہ روسی قیادت شامل باسائیف کی کامیابی میں دلچسپی رکھتی تھی کیونکہ ان کے ذریعہ یہ اعلان کیا گیا تھا کہ الیکشن کا کوئی قانونی جواز نہیں تھا، مشہدوف نے کہا کہ میں روس سے صرف ایک بات کہنا چاہوں گا کہ اب ہم نہیں چاہتے ہیں کہ روس اب ہماری قوم کو قتل کر کے سزا سے بچ سکتا اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داری محسوس کرے، جو کچھ ہوا اسے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ دستوری نظام کو نافذ کرنے کے لئے کیا گیا، ضروری ہے کہ عالمی سطح پر ضمانت لی جائے کہ ہماری قوم کا دوبارہ قتل عام نہیں کیا جائے گا۔

صدر نے مزید کہا کہ ہم اپنی آزادی کے عالمی سطح پر تسلیم کئے جانے کے خواہاں ہیں یہ ایک طویل جدوجہد اور مشکل طلب مسئلہ ہے، اور چیچنیا کی قوم سادہ لوح نہیں ہے کہ وہ یہ سمجھ لے کہ یہ مسئلہ آسانی سے ختم ہو جائے گا اور یورپ ہمارے لئے مفت میں راہ کھول دے گا لیکن ہم اس مسئلہ کے حل کے لئے جدوجہد کریں گے جیسا کہ ہم نے جنگ کے لئے جانفشانی کی۔

چیچنیا میں طبقاتی کشمکش کے سلسلہ میں اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے مشہدوف نے کہا کہ چیچنیا افغانستان نہیں ہے جہاں مختلف قبائل آباد ہیں، انھوں نے کہا لوگ چاہتے تھے کہ ہمارے یہاں بھی تاجکستان کا المیہ دہرایا جاتا لیکن ایسا نہیں ہوا اس لئے چیچنیا میں باہمی جھڑپ اور تصادم ممکن نہیں ہے، چیچنیائی سوسائٹی کی وجہ سے جہاں کہ مقتول کے بدلہ کا عام رواج ہے اور اس بنا پر باسائیف کے لوگوں کا میرے خلاف ہتھیار اٹھانا بھی ناممکن ہے اسی طرح میرے لوگ ان کے خلاف ایسا اقدام نہ کریں گے۔

چیچنیا میں قوزاق آبادکاروں کے ساتھ تعلقات کے سلسلہ میں مشہدوف نے زور دیکر کہا کہ جنگ کے علاوہ بھی ان کے ساتھ اتفاق ممکن ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ انھوں نے پوری سرگرمی کے ساتھ الیکشن میں حصہ لیا اور ان کے بعض نمائندے پارلیمنٹ کے ممبر بھی ہیں۔

صدر نے چیچنیا میں شرعی عدالتوں کی ضرورت پر زور دیا اور انھوں نے کہا کہ "اسلامی بنیاد پرستی" سے خوف کھانے کی ضرورت نہیں ہے، چیچنیا میں اسلامی شریعت کے نفاذ کے بغیر نظام کا سدھار ممکن نہیں ہے یہاں تک کہ اس وقت بھی جب روسی حکومت تھی ملکی قوانین نافذ تھے اس وقت بھی چیچنیائی باشندے شرعی عدالتوں سے رجوع کرتے تھے کسی بھی قتل کے مرتکب کے لئے اور ہر انسان کی حفاظت کے پیش نظر احکام شریعت کے مطابق عمل اس لئے بھی ضروری ہے کہ امام شامل نے چیچنیا میں شرعی قوانین کو نافذ کیا جہاں قوقاز میں انھوں نے حکومت قائم کی تھی، یہ فطری بات ہے کہ انھوں نے شرعی قوانین کے ساتھ ساتھ چیچنیا کے اقدار و روایات کا پاس و لحاظ بھی کیا۔ الیکشن میں مشہدوف کے دونوں

مخالف امیدوار شامل باسائیف اور سلیمان یندرائیف نے اعلان کیا ہے کہ وہ حکومت میں شریک نہیں ہوں گے۔"

گروزنی اب "قلعہ جوہر"

چیچنیائی صدر سلیم خاں یندر بائیف نے دارالحکومت گروزنی کا نام بدل کر جوہر جالا (قلعہ جوہر) رکھے جانے کا فیصلہ کیا ہے جو سابق چیچنیائی سربراہ جوہر دودائیف کے نام پر ان کی یادگار کے طور پر رکھا جائے گا۔ دودائیف سابق سوویت یونین میں فضائی فوج کے جنرل تھے وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے ۱۹۹۱ء میں روس سے چیچنیا کی علاحدگی کا اعلان کیا تھا جس کے نتیجہ میں دسمبر ۱۹۹۴ء میں روسی فوجوں نے چیچنیا میں مداخلت کی تھی۔

دوسری جانب قیام امن کے اداروں نے دو ایسے افراد کو گرفتار کیا ہے جن کے حلیے سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ انھوں نے ان دو اخباری نمائندوں کا اغوا کیا تھا جو روسی ٹیلی ویژن پر کام کرتے تھے اور ماسکو کے ریڈیو نے چیچنیا میں وزیر داخلہ کے چیف سکریٹری کے اس بیان کو نقل کیا ہے کہ دونوں نمائندے بہتر حالت میں ہیں اور جلد ہی ان دونوں کو رہا کر دیا جائے گا تاہم انھوں نے ان دونوں نمائندوں کے اغوا اور اس کے اسباب کے بارے میں تفصیلات کا ذکر نہیں کیا، ان دونوں میں ایک نامہ نگار اور ایک آرٹسٹ ہے اور یہ دونوں روسی ٹیلی ویژن کے مفاد میں کام کر رہے تھے اور اس وقت اچانک لاپتہ ہو گئے جب وہ گذشتہ اتوار کو چیچنیائی دارالحکومت سے جمہوریہ انگوشیا کے راستہ پر تھے، اور روسی وزیر اعظم کے اطلاعاتی دفتر نے اپنے ایک بیان میں روس اور چیچنیا کے امن اداروں کو نامہ نگاروں کے انجام کے سلسلہ میں معلومات فراہم کرنے کی دعوت دی ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا سید محمد ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

دلبر خوشتر نازک پیکر — گوہر و اختر زیبا منظر
جسم مزکیٰ روح مطہر — روئے منور زلف معنبر
خلق کے سرور رحمت داور — شافع محشر ساقی کوثر
جن کی ثنا ہے قرآں کے اندر — اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر
جن کے قدم سے صحرا گلشن — جن کی نظر سے خار گل تر
کفر کے پربت بن گئے رائی — ان کو لگائی ایسی ٹھوکر
مصر و عراق و شام کے فاتح — بس ہیں انہی کے در کے گداگر
وہ ہیں ہمارے سرور و آقا — ہم ہیں انہیں کے نوکر چاکر
ان پہ فداماں باپ ہمارے — جان تصدق مال نچھاور
ان کی حقیقت کو کیا جانے — ملحد بے دیں کافر و خودسر
ذکر سے ان کے دل کو سکینت — روح بھی شاداں لب بھی معطر
ذکر خدا کے بعد یقیناً — ذکر ہے ان کا سب سے بہتر
ذکر مبارک ورد زباں ہو — لحظہ بہ لحظہ دن بھر شب بھر

صلی اللہ علیہ وسلم
صلی اللہ علیہ وسلم

بفضلہ
بہترین مٹھائیوں اور بیکری مصنوعات سے
وابستہ نام — سلیمان عثمان
چند خاص مصنوعات: افلاطون، ڈرائی فروٹ برفی، ڈرائی ڈیٹ برفی، انجیر پاک، اخروٹ پاک، انڈا پاک، بادام کا زعفرانی حلوہ، بادامی حلوہ، سوہن حلوہ، بادامی سوہن حلوہ، کاجو قتلی، کاجو رول، بلک کیک...
شیریں رواج، شیریں مزاج
سلیمان عثمان مٹھائی والے
Fax: 009122-8341635 Telex: 011-79341 BARI IN

مسلمانوں کے مرتد ہونے کی بات غلط تھی

مقامی اخبارات "سماچار جگت"، "دینک نوجوتی"، "راجستھان پتریکا"، "دینک بھاسکر" میں یہ خبر آئی کہ ضلع بھرت پور کی تحصیل نگر میں وشو ہندو پریشد کی تحریک پر ۴۰ مسلم جوگی برادری کے خاندانوں نے اسلام چھوڑ کر ہندو مذہب اختیار کرلیا۔

اس کے فوراً بعد ہی ۱۳ر جنوری کو جماعت اسلامی راجستھان کا دو رکنی وفد محمد ناظم الدین سکریٹری حلقہ اور سید اعظم علی سکریٹری شعبہ دعوت پر مشتمل ظہر کے وقت بھرت پور پہونچا۔ بھرت پور سے وفد شاہی جامع مسجد کے امام جناب مولوی عبدالرحیم صاحب کو ہمراہ لے کر اس علاقہ میں پہونچا۔ وفد جب کیتھ وار ضلع بھرت پور پہونچا اور وہاں کے پردھان جناب عبدالرشید صاحب سے ملا اور اپنے آنے کی غرض بیان کی تو عبدالرشید صاحب نے بتلایا کہ وشو ہندو پریشد نے یہ پروگرام رکھا ضرور تھا لیکن لوگوں کو یہ کہہ کر اس پروگرام میں شرکت کی دعوت دی ہی نہیں بلکہ اپنی گاڑیاں وغیرہ لاکر دے جایا گیا کہ جو گوں برادری جو کہ بہت زیادہ پسماندہ ہے اس کے مسائل کو حل کرنے اور حکومت سے ان کو سہولت دلوانے کے لیے یہ سبھا بلوائی گئی ہے۔ یہاں کے کسی بھی شخص نے ہندو مذہب اختیار نہیں کیا۔ وفد اس گاؤں میں آباد جوگی برادری کے ان لوگوں سے ملا جو اس پروگرام میں شریک ہوئے۔ ان لوگوں میں سے ایک بزرگ بدھا سے گفتگو کی بدھا نے بتایا کہ ہم لوگ مسلم ہیں ہم لوگ گاتے بجاتے اور مانگ کر اپنی گذر اوقات کرتے ہیں۔ کچھ نوجوان محنت مزدوری کرتے ہیں غریب مفلوک الحال ہیں ہم لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ روزہ رکھتے ہیں تمام اسلامی تعلیمات کے مطابق نکاح اور مرنے کے بعد تدفین کرتے ہیں۔ مسلم میوات برادری کے لوگوں سے ہمارے اچھے تعلقات ہیں۔ آگے کہا کہ V.H.P. کے لوگوں کے ہمراہ کچھ ہندو جوگی کار جیپ لے کر اس علاقہ میں گاؤں گاؤں پہنچے۔ ہمارے لوگوں کی فہرست بنائی ہم لوگ تقریباً ہر دیہات میں پانچ پانچ چھ چھ گھروں میں آباد ہیں۔ پریشد کے لوگوں نے ہم کو دھوکا دیا حکومت سے سہولت دلانے کے بہانے وہاں لے جایا گیا۔ اور پھر ہم کو وہاں ہندو مذہب قبول کرنے کو کہا گیا۔ ہم لوگوں نے انکار کردیا اور واپس بوٹ آئے ہمارے مسلم جوگی تقریباً ۲۰۰ آدمی وہاں پہونچے تھے۔ یہ سب ہی لوگ لوٹ آئے ہم کو غصہ تو بہت آیا لیکن وہاں سیکڑوں کی تعداد میں پولیس تعینات تھی اور خطرہ تھا کہ الٹا ہم پر یہ لوگ الزام لگا دیتے کہ ہمارے یگ میں مسلمانوں نے رکاوٹ ڈالی۔

اس کے بعد وفد کھگواڑی ضلع بھرت پور پہنچا وہاں کے سرپنچ جناب محمد یوسف صاحب سے مل کر وہاں کے شریک ہونے والے لہری جوگی سے ملا۔ لہری جوگی نے بھی یہی بتایا کہ ہمکو سرکار سے سہولت دلوانے کے بہانے پریشد کے لوگ گاڑیاں لے کر آئے اور ہم کو لے گئے وہاں ہم نے دوسرا ہی رنگ دیکھا۔ ہم نے کھڑے ہوکر کہا کہ کیا آپ لوگ ہم کو ہمارے دین سے پھیرنے کے لیے لائے ہو ہم تو مسلم ہیں اور مسلم ہی رہیں گے۔ ہم یہ کہتے ہوئے پنڈال سے نکل آئے۔ ہمارا کوئی بھی آدمی ہندو نہیں بنا۔

یہ صورت سامنے آنے کے بعد وفد نے سرپنچ اور پردھان عبدالرشید صاحب سے کہا کہ اب آپ لوگ اس کی تردید مقامی اخبارات میں شائع کرائیں۔ دیر رات وفد واپس بھرت پور پہنچا۔ اور دوسرے دن جے پور لوٹ آیا۔

وفد کا یہ تاثر ہے کہ اس طرح پریشد کے لوگ بے بنیاد خبر یا دھوکا دھڑی کرکے ملک کے سرمایہ داروں سے بھاری رقم اینٹھ کر اپنی روٹی سینکتے ہیں۔ پریس اور میڈیا کی ذمہ داری ہے کہ صحیح صورت حال کو عوام تک پہنچائے۔ وہ اپنی ذمہ داری ادا نہیں کرتے۔

حکومت بھی خاموش ہے۔ افسوس ہے کہ اگر کوئی ہندو بھائی جس پر اسلام کی حقانیت کھلتی ہے اور وہ اپنی نجات کا راستہ اختیار کرتا ہے تو حکومت کی تمام مشینری حرکت میں آجاتی ہے۔ اتنے بڑے فراڈ پر حکومت ایکشن نہیں لیتی اس سے اس کی پوزیشن پر سوالیہ نشان لگ جاتا ہے

(رپورٹ: سید اعظم علی
بشکریہ دعوت، فروری ۱۹۹۶ء)

دعائے مغفرت

حافظ عبدالواسع صاحب شعبۂ حفظ کے والد جناب حاجی عبدالاحد صاحب کا انتقال ۲ر شوال ۱۴۱۶ھ بروز دوشنبہ ہوگیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

قارئین تعمیر حیات سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے

● دفتر تعمیر حیات کے کارکن مقبول اختر ندوی کی دادی کا مورخہ ۸ر شوال ۱۴۱۶ھ کو آبائی وطن بستی میں ۸۵ سال کی عمر میں انتقال ہوگیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

قارئین تعمیر حیات سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے

سوال و جواب

محمد طارق ندوی

س:- بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ایسی عورتیں جو اپنے شوہر سے پہلے انتقال کر جاتی ہیں وہ خوش نصیب ہوتی ہیں اور جو خاوند کے انتقال کے بعد زندہ رہتی ہیں وہ بدبخت ہوتی ہیں کیا شرعاً اس بارے میں کوئی رہنمائی موجود ہے؟

ج:- خوش نصیبی اور بدنصیبی آدمی کے اچھے برے اعمال پر منحصر ہوتی ہے، پہلے یا بعد میں مرنے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے ایسا سمجھنا بے بنیاد اور غلط ہے۔

س:- ایک شخص کا ایک ملازم ہے اس نے تنخواہ میں اضافہ کا مطالبہ کیا۔ مذکور شخص نے زکوٰۃ کی نیت سے اضافہ کردیا۔ ملازم یہ سمجھ رہا ہے کہ تنخواہ میں اضافہ ہوا ہے اس کے بدلے میں میں کام کر رہا ہوں۔ کیا اس طرح دی ہوئی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی؟

ج:- ملازم کی تنخواہ تو اس کے کام کا معاوضہ ہے اور جب شخص مذکور نے تنخواہ بڑھانے کے نام پر اضافہ کیا تو وہ بھی کام کے معاوضہ میں ہوا اس لیے اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔ زکوٰۃ از سر نو دینا ہوگی۔

س:- زید نے اپنے ملازم کو پانچ سو روپے ایڈوانس واپسی کی شرط پر دیئے لیکن وہ ملازم مذکور رقم ادا نہ کرسکا۔ اگر زید زکوٰۃ کی نیت کرلے تو کیا زکوٰۃ کی ادائیگی ہوجائے گی؟

ج:- زکوٰۃ کی نیت دیتے وقت کرنا ضروری ہے بعد میں کی ہوئی نیت معتبر نہیں ہے۔ اس لیے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ البتہ واپس لے لے پھر اسے زکوٰۃ کی نیت سے دے دے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔

س:- میری ٹانگ گرنے کی وجہ سے کمزور ہوگئی ہے اور گھٹنے میں درد کی وجہ سے سجدہ زمین پر نہیں کرسکتا ہوں اور زمین سے کچھ اوپر تک سجدہ ہوجاتا ہے کیا ایسا سجدہ کروں یہ معتبر ہوگا یا کسی چیز کو رکھ کر سجدہ کروں، نماز کس طرح صحیح ہوگی۔

ج:- اگر آپ کو سجدہ کرنے پر قدرت نہیں تو سجدہ کا اشارہ کرلینا کافی ہے کوئی چیز آگے رکھ کر سجدہ کرنا ضروری نہیں ہے۔

س:- کیا عورت اپنے شوہر کے مال سے صدقہ کرسکتی ہے۔

ج:- اگر عورت کو اپنے خاوند کی طرف سے اجازت ہو تو اس کے مال سے صدقہ کرسکتی ہے۔ ورنہ نہیں۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر عورت کوئی خرابی کئے بغیر اپنے گھر کے کھانے میں سے خرچ کرے تو اس کے لیے اس خرچ کرنے کا اجر ہے اور اس کے خاوند کے لئے اس کے کمانے کا اجر ہے ایسا ہی اجر خزانچی (امانت دار) کے لیے ہے ان میں سے کوئی ایک دوسرے کا اجر کم نہیں کرتا ہے (بخاری)

س:- جمعہ کے دن سفر کرنے کا شرعاً کیا حکم ہے؟

ج:- جمعہ کے دن سفر کرنا جائز ہے۔

حضرت عمرؓ نے ایک آدمی کو دیکھا جس پر سفر کی حالت طاری تھی اور وہ کہہ رہا تھا "آج جمعہ نہ ہوتا تو میں نکل جاتا حضرت عمرؓ نے فرمایا نکل جاؤ اس لیے کہ جمعہ سفر سے نہیں روکتا (مسند امام شافعی)

حضرت ابوعبیدہؓ نے جمعہ کے روز سفر کیا اور نماز کا انتظار نہیں کیا۔

س:- میں انشورنس کمپنی (ایل آئی سی) میں بحیثیت ایجنٹ کام کر رہا ہوں، اس میں مجھے معاوضہ کے طور پر کمیشن ملتا ہے۔ شریعت کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟

ج:- شریعت کی رو سے ایسی کمپنی میں کام کرنا اور معاوضہ کے طور پر کمیشن لینا دونوں ناجائز ہیں کیوں کہ مذکورہ کمپنی کی بنیاد سود اور قمار پر ہے۔

(بقیہ) حج کے ارکان

حلال و حرام کی تفریق کرنی پڑتی ہے اور اس کا جو اثر انسان کی روحانی حالت پر پڑ سکتا ہے وہ ظاہر ہے۔

الغرض حج اسلام کا صرف مذہبی رکن نہیں بلکہ وہ اخلاقی، اقتصادی، سیاسی یعنی قومی و ملی زندگی کے ہر رُخ اور ہر پہلو پر حاوی اور مسلمانوں کی عالمگیر بین الاقوامی حیثیت کا سب سے بلند منارہ ہے۔ (بشکریہ دعوت نئی دہلی)

پندرہ روزہ تعمیر حیات ایک تحریک ہے، اس کی توسیع اشاعت میں حصہ لیں۔

امریکی سیاست میں مسلمانوں کی دلچسپی

ترجمہ: مطیع الرحمن عودے ندوی

امریکی مسلمانوں نے امریکہ کی سیاسی زندگی کے محور میں اپنا قدم رکھ دیا ہے نیز وہ ایسی سرگرم تنظیموں کی تشکیل کر رہے ہیں جو امریکی الیکشن پر اثر انداز ہو سکیں، یہ بات امریکی پروفیسر جان اسپوزیٹو نے کہی جو جارج ٹاؤن یونیورسٹی میں اسلامی مسیحی مفاہمت کمیٹی کے رکن ہیں، یہ انھوں نے اس فوال اشتراک کے سلسلہ میں کہا جو امریکی مسلمانوں نے صدارتی اور کانگریس کے الیکشن میں انجام دیا، اس الیکشن میں صدر بل کلنٹن کانگریس اور سینٹ میں بھاری اکثریت کے ساتھ دوسری بار کامرانی سے ہمکنار ہوئے ہیں۔

غالباً یہ وہ پہلا موقع ہے جب امریکہ کے اندر مسلمانوں نے سیاسی سطح پر پورے جوش وخروش اور سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا ہے جب کہ اب تک وہ اپنے دینی، معاشرتی اور اقتصادی مسائل ومشکلات میں منہمک اور سرگرداں تھے۔ دوسری جانب یہودی لابی زندگی کے تمام عناصر پر حاوی تھی، حالانکہ امریکہ میں مسلمانوں کی تعداد یہودیوں سے زیادہ ہے، اور وہاں مسلمانوں کی آبادی ساٹھ لاکھ سے اوپر ہے جبکہ یہودیوں کی تعداد پچاس لاکھ سے قطعاً زائد نہیں اور اس میں بھی وہ ڈیموکریٹ اور ریپبلکن پارٹیوں میں منقسم ہیں۔

یہ پہلا اتفاق ہے جب امریکیوں نے امریکی عرب امیدواروں کا کانگریس، سینٹ، ریاستی الیکشن میں مشاہدہ کیا، امریکی انسٹی ٹیوٹ کی رپورٹ کے مطابق ریپبلکن اور ڈیموکریٹ پارٹیوں میں انتخابی عہدوں کے لیے عرب نمائندوں کی تعداد ۳۷ تھی۔ اور ریپبلکن نشستوں پر ۹ عرب امیدوار تھے، اور ۲۸ امیدوار ڈیموکریٹ سیٹوں پر۔ عرب امریکی انسٹی ٹیوٹ نے الیکشن سے قبل عربوں میں رائے شماری کی تو پتہ چلا کہ ان میں سے ۴۲ فیصد ریپبلکن پارٹی کی تائید کرتے ہیں جبکہ ڈیموکریٹ پارٹی کو ۲۱ فیصد تائید حاصل ہے، لیکن افسوس کے ساتھ یہ دیکھا گیا کہ امریکی تاریخ میں یہ پہلی بار ہوا ہے کہ اسلامی تنظیموں نے امریکی سطح پر ایک بیان جاری کیا جس میں امریکی مسلمانوں سے صدارت کے لئے کسی متعین امیدوار کے لئے ووٹ ڈالنے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ اسلامی امریکی ایکیڈمی نے (جو امریکہ میں ایک ایسے پلیٹ فارم کی حیثیت رکھتی ہے جس سے دیگر تمام اسلامی تنظیمیں جڑی ہوئی ہیں) اپنے بیان میں امریکی صدر بل کلنٹن کو منتخب کرنے کی اپیل کی اور اکیڈمی نے امریکی الیکشن کے سروے میں مسلمانوں کے نقطۂ نظر کی رپورٹ کے ذریعہ بتایا کہ ۵۹ فیصد لوگ بل کلنٹن کے حق میں ہیں اور ۱۶ فیصد ڈول کے اور ۲۵ فیصد ریپبلکن کے۔ جبکہ ان میں سے ۲۱ فیصد نے صدارتی الیکشن کے سلسلہ میں اپنی کوئی رائے نہیں ظاہر کی۔

ایک سیاسی کارکردگی کی تنظیم نے "صدارت کے لئے کلنٹن" کے عنوان سے اپنے ایک بیان میں اس الیکشن میں کلنٹن کی حمایت کا اعلان کیا اس لئے کہ وہ پہلے صدر ہیں جنھوں نے ماہ رمضان المبارک کی حیثیت کو تسلیم کیا، اور عید کے موقع پر مسلمانوں کو مبارک باد پیش کی، کانگریس کے اجلاس کا آغاز قرآن کریم کی تلاوت سے کیا نیز امریکی فوج میں ائمہ کی بھرتی کی اور امریکہ میں مسلمان وفود کا استقبال کیا۔

امریکی الیکشن میں مسلمانوں کی اس زبردست شمولیت کے باوجود اسپوزیٹو کے مطابق ایک ہی نمائندہ یعنی صدر کلنٹن اور ایک ہی پارٹی ڈیموکریٹک فرنٹ کی تائید کر کے اپنے وزن کو گھٹا دیا ہے اور اس کا ان پر اثر پڑنا یقینی ہے، نیز یہودیوں نے سیاسی اور اقتصادی محاذ پر بڑی لابی تشکیل دے رکھی ہے اور وہ دونوں پارٹیوں کے کلیدی عہدوں پر فائز ہیں اور ان کو کانگریس کے اراکین کی جانب سے بہت زیادہ ہمدردی حاصل ہے اور ان کی سیاسی طاقت دونوں پارٹیوں میں تقسیم ہے، ان میں سے ۶۰ سے ۸۰ کی تعداد نے موجودہ الیکشن میں ڈیموکریٹک پارٹی کے حق میں ووٹ دیئے، جبکہ یہودی سیاسی سرگرمی کی تنظیم نے فیڈرل انتخابی تنظیم کی رپورٹ کے مطابق اس سال اپنی آمدنی میں سے ۶۰ فیصد حصے ڈیموکریٹ امیدواروں کو تعاون کیا ہے۔

بہرحال جو اقدام مسلمانوں نے باہمی اشتراک وتعاون سے سیاسی امور میں اٹھایا ہے اس کو آئندہ الیکشن میں مزید جلا ملے گی اور اس کی بنا پر امریکی مسلمانوں کی حالت کے بارے میں مثبت ردعمل ہوگا، اور انشاء اللہ ہم دیکھیں گے کہ امریکی الیکشن میں تمدد اور وسائل کے حساب سے اسلام مزید بالا ہوگا۔ (شکریہ الدعوۃ بلکہ مکرمہ)

(بقیہ) مطالعہ کی میز پر

کتاب میں پروف کی غلطیاں ہیں مگر برائے نام لیکن بہرحال حدیث کے متن میں ایک دو غلطیاں بھی نظر انداز کرنا درست نہیں لہٰذا بغور مطالعہ کر کے ایسی غلطیوں کا اغلاط نامہ کتاب کے ساتھ منسلک ہونا چاہیے۔

اجودھیا کا المیہ

مادھو گوڈبولے × ترجمہ × شارق علوی

قسط نمبر

۲۵ نومبر کے قریب یہ طے پایا کہ اتر پردیش کے گورنر سے ریاست میں صدر راج نافذ کرنے اور صوبائی حکومت کو برخاست کرنے کے سلسلے میں رپورٹ طلب کی جائے میں نے وزیر اعظم کو مشورہ دیا کہ موجودہ حالات میں گورنر کی سفارش کی ضرورت ہی نہیں ہے مرکزی حکومت خود ہی ریاست کی بگڑتی ہوئی امن وقانون کی صورت کے پیش نظر ریاستی حکومت کی برخاستگی کا فیصلہ لے سکتی ہے، وزیر اعظم نے گورنر سے رپورٹ منگانے پر اصرار کیا، وزیر اعظم نے بتایا کہ اتر پردیش کے گورنر نے ملاقات کے لیے وقت مانگا ہے کیا ان سے ملنا مناسب ہوگا میں نے کہا یہ تو اچھا ہی ہے کہ ان سے بات کر کے تازہ صورت حال معلوم کر لی جائے چنانچہ اتر پردیش کے گورنر بی ستیہ نرائن ریڈی کو اگلے دن دہلی مدعو کیا گیا۔

اگلے دن گورنر آئے اور وزیر داخلہ و وزیر اعظم سے ملے۔ وزیر داخلہ سے اپنی ملاقات کے دوران انھوں نے کہا کہ وہ شام تک ریاستی سرکار کی دفعہ ۳۵۶ کے تحت برخاستگی کی سفارش بھیج دیں گے لیکن اسی شام گورنر کو معلوم ہوا کہ سپریم کورٹ میں صوبائی حکومت نے ایک حلف نامہ داخل کیا ہے جس میں کچھ یقین دہانیاں کرائی ہیں گورنر نے ٹیلیفون پر وزیر داخلہ اور وزیر اعظم سے گفتگو کر کے انھیں بتایا کہ ایسی صورت میں دفعہ ۳۵۶ کے تحت کارروائی مناسب نہیں ہوگی۔

بظاہر گورنر اجودھیا میں چل رہی کارروائی سے پوری طرح واقف نہیں تھے اور انھوں نے حالات کو سمجھنے اور پرکھنے میں اس دور اندیشی کا ثبوت نہیں دیا جس کو ایک تجربہ کار گورنر سے امید کی جاتی ہے۔ انھوں نے اپنے یکم دسمبر ۱۹۹۲ء کے مکتوب میں مرکزی حکومت کو کسی بھی مرکزی مداخلت سے گریز کا مشورہ دیا اور لکھا کہ اس سے حالات اور بگڑ جائیں گے نیز متنازعہ عمارت کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ ہندوستان ٹائمس (۲۹ فروری ۱۹۹۳ء) کو دیئے گئے ایک انٹرویو میں گورنر بی ستیہ نرائن ریڈی نے اپنے یکم دسمبر کے خط کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ وہ اس وقت کے حالات کے پیش نظر لکھا گیا تھا۔ مرکزی حکومت نے جو مناسب سمجھا وہ کارروائی کی (بحوالہ ارجن سنگھ اور دیگر افراد کے درمیان قرطاس ابیض تیار کرتے وقت متنازعہ بحث کا موضوع بن گیا تھا)" میں پارلیمنٹ میں اجودھیا کے واقعات پر وزیر اعظم نے جو بیان دیا اس کی پوری تائید کرتا ہوں" مجھے نہیں معلوم تھا کہ کلیان سنگھ سپریم کورٹ میں حلف نامہ داخل کرنے کے بعد بھی بابری مسجد منہدم کرا دیں گے"۔

اس درمیان اگرچہ ۴ نومبر سے قبل تدارکی کارروائی کرنے کا موقع ہاتھ سے نکل چکا تھا، لیکن میں برابر کوشش کرتا رہا کہ ریاستی حکومت کو برخاست کر دیا جائے قبل اسکے کہ اجودھیا میں کارسیوک جمع ہو سکیں میں نے وزارت داخلہ کے اپنے ساتھیوں کے مشورے سے ایک دوسرا ٹائم ٹیبل بھی تیار کر لیا تھا جس پر سنیچر ۲۸ نومبر کی رات کو عمل ہونا تھا تاکہ دوشنبہ کو جب پارلیمنٹ کا اجلاس ہو تو اسے کارروائی کی اطلاع دی جا سکے میں نے وزارت قانون سے ماہرین کے مشورے سے کابینی قوت کا مسودہ نیز ریاستی حکومت کی گورنر کی رپورٹ پر اور بغیر ان کی رپورٹ کے برخاست کئے جانے کے احکامات کا مضمون تیار کرا لیا تھا اور پوری کوشش اس بات کی تھی کہ سیاسی سطح پر فیصلہ لیتے ہی انتظامیہ کارروائی شروع کر دی جائے اور اس میں تاخیر نہ ہو۔ کابینی نوٹ وغیرہ میں اجودھیا میں جاری کارروائی کی تازہ ترین نوعیت کا ذکر بھی مسودہ میں تبدیلی کر کے کیا جاتا۔

میں وزیر اعظم پر برابر زور دیتا رہا کہ وہ جلدی کوئی فیصلہ کریں، ۲۰ نومبر کو جب میں ان سے ملا تو قانون سکریٹری بھی میرے ساتھ تھے میں نے پھر حکومت کی برخاستگی پر فوری فیصلہ لئے جانے کا مشورہ دیا۔ وزیر اعظم نے ایسے وقت جبکہ معاملہ سپریم کورٹ کے زیر غور ہو اور عدالت حالات سے قطعاً واقف ہو کسی کارروائی کی ضرورت کو مناسب نہیں سمجھا، حالانکہ میں نے

ان سے کہا کہ ۲۵ر نومبر کو سپریم کورٹ نے از خود یہ رائے ظاہر کی ہے کہ عدالتی کارروائی سے قطع نظر حکومت اپنی سطح سے جو کارروائی کرنا چاہے وہ کرے اس پر وزیر اعظم متفق نہیں ہوئے ان کا کہنا تھا کہ عوام میں اس سے غلط فہمی پیدا ہوگی۔ اور صوبائی حکومت کی برخاستگی پر ہماری جواب دہی ہوگی قانون سکریٹری نے بھی وزیر اعظم کی ہاں میں ہاں ملائی اور اسطرح دفعہ ۳۵۵ یا ۳۵۶ کے تحت کارروائی کا باب تقریباً بند ہوگیا۔

جبکہ وزیر اعظم ہر روز سپریم کورٹ کے احکامات کے انتظار میں تھے اجودھیا میں کارسیوکوں کی بھیڑ بڑھتی جارہی تھی ۲۵ر نومبر کو پانچسو جو ۳۰ر نومبر کو ساڑھے سترہ ہزار ہوگئی اور پانچ دسمبر کو دو لاکھ تک پہنچ گئی اجودھیا میں مزاروں اور قبروں کی توڑ پھوڑ سے فرقہ وارانہ کشیدگی..... روز بروز بڑھتی جارہی تھی۔ مرلی منوہر جوشی اور ایل کے اڈوانی کی یاتراؤں سے فضا اور بھی خراب ہورہی تھی۔ کانگریس و دیگر پارٹیاں اجودھیا میں کہیں دور دور تک بھی نظر نہیں آرہی تھیں۔

حالانکہ کوئی فیصلہ لیے جانے کے آثار نظر نہیں آرہے تھے پھر بھی میں ریاستی حکومت کی برخاستگی وغیرہ سے متعلق کاغذات ہر وقت تیار رکھتا تھا میرے عملے کے لوگ روز صبح و شام مجھ سے دریافت کرتے تھے کہ کیا حکم ہے میں انھیں نفی میں جواب دے دیتا تھا۔ وزیر اعظم سے ملاقاتوں کا سلسلہ برابر جاری رہا کسی دن تو کئی کئی بار ملاقات ہوتی تھی مگر نتیجہ کچھ نہیں نکلتا تھا۔

۳۰ر نومبر ۱۹۹۲ء کو سی سی پی اے کی میٹنگ ہورہی تھی کہ اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ کلیان سنگھ پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق وزیر اعظم سے ملاقات کے لیے ۵ر ریس کورس روڈ پہنچے وزیر اعظم نے شرد پوار کو ان کے پاس اس ہدایت کے ساتھ بھیجا کہ وہ اجودھیا سے متعلق جملہ مقدمات کو دفعہ (۲) ۱۳۸ کے تحت سپریم کورٹ کے سپرد کرنے پر انھیں راضی کریں تھوڑی ہی دیر بعد وزیر اعظم خود بھی وہاں پہونچ گئے۔ اور ہماری میٹنگ چلتی رہی وزیر اعلیٰ اتر پردیش سے مل کر وزیر اعظم اور شرد پوار میٹنگ میں شرکت کی غرض سے واپس آگئے انھوں نے یہ اطلاع دی کہ کلیان سنگھ معاملہ کو دستور کی دفعہ (۲) ۱۳۸ کے تحت سپریم کورٹ بھیجنے پر تیار نہیں ہیں بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ دفعہ ۱۴۳ کے تحت اس مسئلہ کو عدالت سے رجوع کیا جائے وزیر اعظم نے کہا کہ اب اس معاملہ میں مزید مصالحت کی گنجائش نہیں لگتی اس لیے مرکزی حکومت کو دوسرے ذرائع اختیار کرنے پر غور کرنا چاہیے۔ انھوں نے کہا کہ دفعہ ۳۵۶ کے تحت کارروائی شروع کی جائے یعنی ریاستی حکومت کو برخاست کردیا جائے۔ گوڈ بولے اس کے لیے کابینی نوٹ تیار کریں اگرچہ اب ۲۲ر نومبر یا ۲۸ر نومبر کے جیسے حالات نہیں تھے۔ اور کثیر تعداد میں کارسیوک اجودھیا پہونچ چکے تھے۔ پھر بھی میں نے اس تیسرے موقعہ کو خوش آمدید کہا اور سوچا کہ ۵ر دسمبر کو یہی کارروائی کرنے یا بالکل نہ کرنے سے تو بہتر ہے کہ ابھی کرلی جائے۔ میں عجلت میں دفتر گیا اور کابینی نوٹ تیار کرکے اس کی ۴۵ کاپیاں تیار کرائیں جو کابینہ کی میٹنگ میں پیش کی جانی تھی لیکن اگلے دن جب میں نے کابینی میٹنگ کے بارے میں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ میٹنگ کب ہوگی۔ ابھی اس پر فیصلہ نہیں ہوا ہے بہرحال یہ کابینی نوٹ فائل میں ہی بندھا رہ گیا۔

ارجن سنگھ جو اس وقت انسانی وسائل کی ترقی کے وزیر تھے انھوں نے مجھے یکم دسمبر ۹۲ء کو ایک خط بھیجا جس کے ساتھ دو کاغذات اور منسلک تھے جن میں ایک "خفیہ اطلاع" تھی کہ پاکستانی دہشت گرد اجودھیا پہنچ گئے ہیں اور وہ ڈھانچہ کو مسمار کردیں گے۔ اگر کارسیوک یہ کام کرنے میں ناکام رہے۔ دوسرا کاغذ بھی ایک "رازدارانہ" خبر ہی تھی جسے ایک کانگریس کارکن نے بھیجا تھا کہ اجودھیا میں کارسیوا بی جے پی اور وشو ہندو پریشد کے ذرائع کے مطابق پرامن نہیں ہوگی اس میں ان ہدایات کا بھی ذکر تھا جو کلیان سنگھ نے فیض آباد کے سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس و دیگر افسران کو دیئے تھے۔ ان دونوں "خبروں" پر خفیہ محکمہ کی مدد سے مناسب کارروائی کے احکامات جاری کئے گئے۔ اور متعلقہ ذیلی محکموں کو بھی ہوشیار کردیا گیا وزیر داخلہ اور وزیر اعظم کو بھی ان خطرات کے بارے میں بتادیا گیا۔

۴ر دسمبر کی رات کو ارجن سنگھ نے مجھے ٹیلیفون کیا وہ آنے والے خطرے سے مجھے آگاہ کرنے کے علاوہ بابری مسجد کے منہدم ہونے کی صورت میں اپنی بے چینی ظاہر کررہے تھے۔ اور حکومت ہند کی بے حسی پر تعجب کررہے تھے انھوں نے ازراہ تمسخر مجھ سے کہا کہ چونکہ ابھی مرکزی حکومت متنازعہ عمارت کے تحفظ کے لیے کچھ نہیں کررہی ہے اسلئے مجھے ۶ر دسمبر کے بعد حکومت کی بے عملی پر ایک نوٹ کی تیاری شروع کردینی چاہیے چونکہ میری متواتر کوششوں اور مشوروں کے بعد بھی اتر پردیش حکومت کو برخاست نہیں کیا گیا اس لیے میں معاملہ میں کر بھی

کیا سکتا تھا یہی میں نے وزیر اعظم اور وزیر داخلہ سے کہا بھی۔ ڈائرکٹر انٹیلی جنس بیورو کو آنے والے خطرات کے بارے میں مزید چوکس کیا گیا بالآخر متنازعہ عمارت کے انہدام کے بعد ۶ر دسمبر کی شام کو جو مرکزی کابینہ کا جلسہ اتر پردیش سرکار کی برخاستگی پر فیصلہ لینے کے لیے ہوا۔ اس میں ارجن سنگھ نے اس مسئلہ پر میری بے چینی کا ذکر کیا اور ان سے ٹیلیفون پر ہوئی میری چند دن پہلے کی گفتگو کو انھوں نے دوہرایا۔

جس بھی ذریعہ سے خاص طور پر وزیر اعظم اور ارجن سنگھ سے اجودھیا مسئلہ پر جو بھی اطلاع ملتی تھی خاص طور پر متنازعہ عمارت کی حفاظت کے بارے میں اس کی جانچ پڑتال خفیہ محکمے سے کرائی جاتی تھی گرچہ خفیہ ایجنسیوں نے عمارت کے منہدم کئے جانے کے بارے میں کسی باقاعدہ سازش کی توثیق نہیں کی پھر بھی متعلقہ افسران اور خاص کر اتر پردیش حکومت اور اس کے متعلقہ شعبوں کو مطلع کردیا جاتا تھا، چونکہ وزارت داخلہ کے مشورے کے خلاف مرکزی حکومت نے اعلیٰ سطحی فیصلہ کرلیا تھا کہ وہ اتر پردیش کی بی جے پی حکومت کو نہیں برخاست کرے گی اس لیے ہر فیصلہ پر عمل درآمد کے لیے ریاستی حکومت سے یہی کہنا پڑتا تھا، بڑی مشکل سے ریاستی حکومت کو بم ناکارہ بنانے والا دستہ اور تربیت یافتہ کتوں کا دستہ اجودھیا میں رکھنے پر راضی کرنا پڑا۔

اس پورے عرصے میں جبکہ اجودھیا کا معاملہ توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا۔ کچھ لوگ بی جے پی آر ایس ایس کے لیڈران اور اتر پردیش حکومت سے بات کررہے تھے۔ عمارت منہدم ہونے کے بعد بی جے پی نے جو قرطاس ابیض جاری کیا ہے۔ اس میں محکمہ خفیہ کے ایک اعلیٰ افسر کے ان لوگوں سے مل کر یہ تجویز کی کہ پہلے مرحلہ میں ۲۴۷۷ ایکڑ (دو اشاریہ سات سات) پر سنگھ دوار سے تعمیری کام شروع کردیا جانے کا ذکر ہے اس کا نقشہ داخل کیا جائے اور مرکزی حکومت اس درمیان فریقین سے مسئلہ کو حل کرنے کی بات شروع کرے اور کوئی قابل قبول حل تلاش کرلیا جائے۔

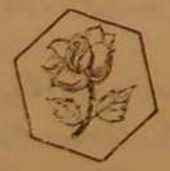

حج و مقامات حج

عمرہ و حج کے اعمال اور زیارت اماکن مقدسہ کے لیے
ایک رہبر کتاب

- جس میں حج و عمرہ کے مسائل کے ساتھ اہم مقامات کی جغرافی تشریح بھی کی گئی ہے۔
- حج و عمرہ کے مسائل اور مقامات کی جغرافی معلومات دونوں مستند کتابوں سے اور ذاتی مشاہدات سے لئے گئے ہیں۔
- کتاب مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ کے قیمتی مقدمہ سے آراستہ ہے۔ معیاری کتابت، آفسٹ طباعت، سائز ۲۰×۳۰/۱۶

تصنیف از ——— سید محمد رابع حسنی ندوی

اپنے شہر کے بک سیلروں سے یا ذیل کے پتوں سے طلب کیجئے۔

دار عرفات میدان پور، رائے بریلی ۲۲۹۰۰۱

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ لکھنؤ

قیمت :- Rs. 35/-

(بقیہ)
شیخ عبدالفتاح ابوغدہ

معروف دوالیبی سابق وزیر اعظم سوریہ، سعودی سفارتخانہ ریاض کے ذمہ داران اور شیخ عبدالفتاح کے ندوی تلامذہ میں ڈاکٹر مولانا محمد لقمان اعظمی ندوی، ڈاکٹر علی احمد ندوی، ڈاکٹر اقبال مسعود ندوی اور مولانا سعید مرتضیٰ ندوی شامل تھے۔ شیخ کی تدفین جنت البقیع میں ہوئی۔

(ادارہ)

مطالعہ کی میز پر

تبصرے کیلئے کتابوں کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے!

ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

نام کتاب :- "نشہ کی لت موت کا سایہ"
تصنیف :- جناب اکرام اللہ خاں صاحب
سائز :- ۲۲×۱۸/۸ ، صفحات :- ۲۴۸
کتابت :- واضح ، طباعت :- آفسیٹ
قیمت :- مجلد ایک سو روپیہ ، ملنے کا پتہ :- اودھ بک سینٹر ۳۰/۹۶ گنیش گنج لکھنؤ ۲۲۶۰۱۸

بے شک مصنف نے موضوع کا حق ادا کردیا ہر عنوان کے تحت معلومات کا ایک خزانہ نظر آتا ہے شراب سازی، نشہ آور ادویہ کی تیاری، تمباکو کی بافت کی مکمل تاریخ ہے، پھر ان سب کی اقسام، ان کے استعمال کے اسباب، ان کی مضرتیں، ان کے وقتی فائدوں پر سیر حاصل بحثیں ہیں، عالم میں ان کے قدیم جدید استعمالوں کے ہوش ربا مدلل آنکڑے، تمام عالم میں ان فضولیات پر دماغ کو ہلا دینے والے مصارف کے گوشوارے ہیں، ان جمیع منشیات، شکل مشروبات و ماکولات و ادویات و تدخینات وغیرہ کو روکنے کی قدیم وجدید کوششوں کا بھی تفصیلی ذکر ہے جس میں چرچ، دھرم، سماج، ریفارمرس اور قانون بھی شامل ہیں، ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ کل مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

یعنی نتیجہ یہ رہا کہ "دنیا کے تمام ملکوں میں خراب کی تیاری میں زبردست اضافہ رہا جو آبادی کے اضافہ سے بھی زیادہ رہا، امریکی شہریوں میں ۸۵ فیصدی بچے شراب پیتے ہیں، ۷۵ فیصدی مرد اور ۶۶ فیصدی عورتیں شراب کی عادی ہیں، فرانس شراب خوری میں سب سے آگے ہے، شراب پر اس کے سالانہ مصارف پانچ لاکھ مکانوں کی تعمیری صرف کے برابر ہیں، سارے عالم کا یہی حال ہے۔

کتاب میں منشیات کے استعمال کے اسباب پر خاصا مواد ہے ان میں سے یہ دو سبب سب کا خلاصہ کہے جاسکتے ہیں:

۱۔ سماج کی مانگ اور دباؤ سے بعض افراد پر اتنا زیادہ اثر پڑتا ہے کہ وہ اسے برداشت نہیں کرپاتے اور نشہ آور ادویات کا سہارا لے کر زندگی کے حقیقتوں سے فرار حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۲۔ آج کے نوجوانوں کے سامنے زندگی کا کوئی واضح نصب العین نہیں ہے اس لئے وہ خراب صحبت میں پڑ کر تفنن طبع کے طور پر وقت گزاری کے لئے اور جنسی حظ کو بڑھانے کے لئے ان ڈرگس کا استعمال شروع کر دیتے ہیں۔

جنسی حظ کی بات سگریٹ نوشی میں بھی بتائی گئی ہے۔ محترم مصنف صاحب فرماتے ہیں کہ "زیر نظر کتاب کا مقصد لوگوں کو نشہ آور اشیاء کے استعمال کے خطرات سے آگاہ کرنا ہے، ان کے شعور کو بیدار بیدار کرنا ہے تاکہ وہ خود ان اشیاء کو ترک کرسکیں اور اپنے بچوں کو ان چیزوں کے استعمال سے باز رکھ سکیں"۔

تبصرہ نگار کا کہنا ہے کہ مصنف کی یہ کوشش سماج میں شکریہ کے ساتھ قبول کی جائے گی لیکن مقصد کا حصول کتاب میں مذکورہ کوششوں کے نتائج کے پیش نظر مشکوک ہی رہے گا۔ بلکہ کتاب کے بعض بیانات خطرناک مضرتوں کے علم کے بعد بھی نوجوانوں کو ان منشی اشیاء و ادویات کی طرف کھینچ لیں گے۔

اس دباؤ کو دور کرنے کا صرف اور صرف ایک ہی راستہ ہے وہ یہ کہ ایمان کے ذریعہ اطمینان حاصل کیا جائے، اور ہمیشہ والی زندگی کے یقین اور اس زندگی کی بربادی کے خطرہ سے بچنے کی دعوت دی جائے، کیا ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیمات سے پہلے شراب عربوں کی گھٹی میں نہ پڑی تھی؟ پھر وہ کس طرح اچانک مدینہ کی نالیوں میں بہادی گئی۔

نام کتاب :- "انوار محمدی" ترجمہ :- شمائل ترمذی،
مترجم :- مولانا کرامت علی صاحبؒ، سائز :- ۲۲×۱۸/۸
صفحات :- ۳۵۴، کتابت وطباعت :- مناسب،
کاغذ :- گلیز، قیمت :- مجلد ایک سو پچیس روپیہ
ملنے کا پتہ :- جناب ابوذر انصاری صاحب ناظم المجمع الکرامیہ، محلہ تاڑتلہ، جونپور۔

کتنی کشش ہے ایک مؤمن کے لئے اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل کے بیان میں اور کتنی ضرورت ہے ایک مسلمان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عادات واطوار اور معمولات جاننے کی، اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ان رواۃ کو جنھوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل بیان کئے اور اللہ تعالیٰ ان رواۃ کی قبروں کو منور فرمائے جن کے واسطوں سے یہ روایتیں ائمہ حدیث تک پہونچیں اور ان ائمہ حضرات کے درجات بلند ہوں جنھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جملہ احادیث کے ساتھ شمائل بھی مدون فرماکر ایک جگہ جمع کردیئے اور اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ان علمائے کرام کو جنھوں نے ان شمائل کی احادیث

کا اردو میں ترجمہ کرکے ہم عام مسلمانوں کو ان سے روشناس کرایا۔

انھیں خوش نصیب مترجمین میں حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علہ کے خلیفۂ اجل حضرت مولانا کرامت علی جونپوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنھوں نے شمائل ترمذی کا ۱۲۵۲ھ میں ترجمہ فرمایا اور جو اسی سال ایسے وقت میں طبع ہوا جب کہ شمائل کا کوئی ترجمہ موجود نہ تھا اور جس کی عام مسلمانوں کو سخت ضرورت تھی، ایک زمانہ تک یہ ترجمہ گھر گھر پڑھا جاتا رہا، لیکن پھر ایک ایسا وقت آیا کہ یہ ترجمہ نایاب ہوگیا اور عام مسلمان اس سے نابلد ہوگئے، جب کہ اہل علم کے نزدیک اس کی ضرورت باقی تھی حضرت مولانا صوفی ظفر احمد صاحب صدیقی جونپوری نے ۱۹۹۶ء میں اس ترجمہ کو دوبارہ شائع کرکے اس ضرورت کو پورا فرمادیا جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء۔

کتاب کا دیباچہ، وقیع مقدمہ اور مولانا کرامت علی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اور خدمات" پر ایک مختصر مگر جامع ترین مضمون "جامعۃ الرشاد" کے بانی وسہتم اور ماہنامہ "الرشاد" کے مدیر جناب مولانا مجیب اللہ صاحب ندوی حفظہ اللہ کے قلم سے ہے اور حقیقت یہ ہے کہ مولانا کی خصوصی توجہ اور سعی ہی سے یہ ترجمہ دوبارہ ہمارے ہاتھوں میں پہونچا ہے۔ مولانا نے ترجمہ کی بڑی تعریف فرمائی ہے اور کچھ اہم خصوصیات بھی درج فرمائی ہیں، "حالات وخدمات" میں حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کا وہ خلافت نامہ بھی نقل کیا ہے جو سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا کرامت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو عنایت فرمایا تھا، اس کا ایک اہم ترین اقتباس یہاں نقل کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

"پوشیدہ نہ رہے کہ مشائخ طریقت کے ہاتھ پر بیعت سے مقصود یہی ہے کہ حضرت حق کی رضامندی کا طریقہ میسر ہو اور حضرت حق کی رضامندی کا طریقہ شریعت غرا کے اتباع میں منحصر ہے جو شریعت مصطفویہ کے علاوہ کوئی دوسرا ذریعہ حضرت حق کی رضامندی کا گمان کرے بے شک وہ کاذب وگمراہ ہے اور اس کا دعویٰ باطل اور ناقابل سماع ہے"۔

ظاہر ہے کہ ۱۲۵۲ھ کی اردو سے آج کی اردو بہت مختلف ہے لیکن مترجم رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا کمال تھا کہ اس وقت کی عام فہم اردو میں شمائل کا ترجمہ فرمایا اور اس وقت کے مسلمانوں پر خصوصاً اور آج تک کے سبھی ہندی مسلمانوں پر عموماً بڑا احسان کیا کہ ان کے ترجمہ کے ذریعہ ہندی مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل سے فیضیاب ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔

بے شک شمائل ترمذی کا بہترین اردو ترجمہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ کے قلم سے لکھ چھپ کر متداول ہے لیکن "ہر گلے را رنگ وبوئے دیگر است" لہٰذا مولانا کرامت علی صاحبؒ کے ترجمہ سے مستغنی نہیں ہوا جاسکتا۔

مترجم رحمۃ اللہ علیہ نے آخر کتاب میں تحریر فرمایا کہ:

"اب سب مسلمان بھائیوں کی خدمت میں التماس ہے اور اپنی اولاد اور مریدوں کو وصیت ہے کہ اس کتاب کو پڑھنے اور پڑھانے کو دوسرے کاموں پر مقدم جانیں"۔

آخر میں برکت کے لئے ایک حدیث کا ترجمہ نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ حدیث کی ہم سے محمد بن بشار نے کہا حدیث کی ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا حدیث کی ہم سے سفیان نے، اس نے ابواسحٰق سے، اس نے ابی احوص سے، اس نے عبداللہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے دیکھا مجھ کو خواب میں پھر بے شک اس نے دیکھا مجھ کو، پھر بے شک شیطان نہیں شکل بن سکتا میری"۔

(باقی صفحہ ۳۲ پر)

مدارس کے فارغین کیلئے
خوشخبری
جامعۃ الھدایہ جے پور میں ایک سالہ تخصص فی الافتاء کا اجراء
جامعۃ الہدایہ میں امسال ایک تخصص فی الافتاء کے کورس کا اجراء کیا جارہا ہے۔ اس کی مدت تعلیم ایک سال ہوگی۔ اس میں داخلہ لینے کی اہم شرط یہ ہے کہ داخلہ کا خواہش مند کسی بھی معروف دینی مدرسہ سے عالمیت یا فضیلت کی ڈگری حاصل کرچکا ہو۔ داخلہ پانے والے طلبہ کو ماہانہ وظیفہ بھی دیا جائے گا۔
خواہشمند درخواست دہندگان اپنی درخواستیں مع تفصیل واسناد مصدقہ قبول مؤرخہ ۱۵ شوال تک مندرجہ ذیل پتے پر ارسال کردیں۔
داخلے کیلئے ٹیسٹ میں کامیابی ضروری ہے۔ داخلہ کل چار طلبہ کو دیا جائے گا۔
Naib Ameere Jamea
1617_Khejre Ka Rasta, Near Indira Bazar, Jaipur-302001(Raj)

بقیہ: درس حدیث

اسلاف نے حدیث کا یہ مطلب لیا ہے کہ یہاں حسد کے مراد رشک ہے اس پر حسد کا اطلاق مجاز کے طور پر کیا گیا ہے وہ یہ کہ آدمی یہ تمنا کرے کہ اس کے پاس بھی وہ نعمت آجائے جو دوسرے کے پاس ہے اور اس کے پاس سے ختم ہونے کی آرزو نہ ہو، اس بات کا شوق و حرص منافست کہلاتا ہے جو پسندیدہ ہے اور قرآن کریم اس کی دعوت دیتا ہے چنانچہ ارشاد ہے (وَفِي ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ) (تو دشمنوں کے) شائقین کو چاہئے کہ اسی سے رغبت کریں۔

مذکورہ حدیث آیت کریمہ کی تشریح کرتی ہے اور بندۂ مؤمن کو ایسے اچھے رخ کی طرف ..... موڑتی ہے جس سے تعمیر ہو نہ کہ تخریب، اس طرح کہ وہ خیر کے بارے میں مقابلہ اور ایک دوسرے سے بڑھنے کا شوق پیدا کرتی ہے۔ اس لئے کہ جو لوگ دنیا کی چیزوں میں مقابلہ کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے بڑھنا چاہتے ہیں خواہ وہ کتنی ہی بڑی دشاندار ہوں بلند اور اونچی ہوں۔ لیکن بہر حال وہ گھٹیا اور معمولی ہی ہوتی ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں دنیا کی قدر و قیمت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں آخرت زیادہ وزنی و قیمتی ہے اس لئے وہ ہے اس قابل کہ اس کے لئے ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کی جائے نفس امارہ کے اندر موجود حسد، کینہ، ناپسندیدہ خواہشات جیسے بیماریوں کا یہی علاج ہے اور ان چیزوں سے ہٹا کر نفس کو آخرت کی طرف موڑ دینا تمام منافست و بڑھنے کا شوق رکھنے والوں کی رو حوں کو بلند کر دیتا ہے جبکہ دنیا کے بارے میں مقابلہ و بڑھنے کی خواہش روح کو پست کر دیتی ہے آخرت کے عیش و آرام کے لئے کوشش و جد و جہد زمینی زندگی کو درست و آباد کرتی ہے اور پوری نوع انسانی کے پاکیزہ ہاف تھری بناتی ہے آخرت کے عیش و آرام کے باہمی مقابلہ اور ایک دوسرے سے بڑھنے کا جذبہ روئے زمین کو برباد نہیں چھوڑے گا جیسا کہ بعض کوتاہ نظر لوگوں کا تصور ہے، اسلام دنیا کو آخرت کی کھیتی قرار دیتا ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کر (تو دشمنوں کے) شائقین کو چاہئے کہ اسی سے رغبت کریں)۔

ایسی رہنمائی ہے جو زمین کے باشندوں کی نظر اور ان کے دلوں کو زمین کے محدود دائرہ اور دنیا کی حقیر و فانی زندگی سے ہٹا کر ثابت شدہ معاملات میں مقابلہ کی طرف لے جاتی ہے تاکہ آخرت کی کامیابی نصیب ہو، اور یہ مہلک امراض کے مقابلہ کا بہترین ذریعہ ہے ان امراض میں سب سے مہلک و خطرناک مرض حسد، دھوکہ دہی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ) کہو کہ صبح کے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں سب چیز کی برائی سے جو اس نے بنائی اور شب تاریک کی برائی سے جب اس کا اندھیرا چھا جائے اور گنڈوں پر (پڑھ پڑھ کر) پھونکنے والیوں کی برائی سے، اور حسد کرنے والے کی برائی سے جب حسد کرنے لگے۔

اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کو حسد کے خطرات و نقصانات سے باخبر و متنبہ فرماتا ہے، حسد ان امراض میں سے ہے جس میں لوگ کثرت سے مبتلا ہوتے ہیں لہٰذا اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کی پناہ کا طلبگار رہے اور سورۂ قل أعوذ برب الفلق الخ پڑھا کرے۔

اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل و رحمت سے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو اس خطرناک مرض اور پھیلے ہوئے شر سے اپنی پناہ مانگنے کی تلقین کرتا ہے۔ اور اس کا قطعی فیصلہ ہے کہ بندہ جب بھی اس ہدایت کے مطابق اس سورۃ کے ذریعہ اس کی پناہ چاہیں گے وہ ان کو پناہ دے گا اور ان کو فتنوں اور ضرر سے بچائے گا، اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پابندی سے یہ سورۃ پڑھا کرتے تھے، کہ آپ کا یہ عمل آپ کی امت کے لئے نمونہ ہو اور بہت سی آرزوئیں اور دشمنیوں سے نجات کا سبب بنے جس کا سبب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے بہرہ ور شخص پر حسد ہوتا ہے کہ جس میں اس شخص کے پاس سے ان نعمتوں کے ختم ہو جانے کی تمنا کی جاتی ہے۔

عمدہ کاغذ، رعایتی قیمت، بہتر پیشکش۔
حرمین NOTE BOOK
اردو کاپی
ملنے کا پتہ:-
مکتبہ الحرمین مسجد مرکزی ڈاکٹر بی این ورما روڈ
امین آباد لکھنؤ۔
مذکورہ بالا پتے سے تعمیر حیات جاری کرا کے رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ صبح ۹ بجے سے رات ۸ بجے تک
فون نمبر: ۲۱۷۹۵۶ —

نئے پرانے دردوں، زخموں، گلٹی، فالج
درد سر اور دانتوں وغیرہ کی بیماریوں کے
لئے ۶۵ سالہ پرانی عجیب و غریب یونانی دوا
دل آرام تیل رجسٹرڈ نمبر ۷۹۸
تیار کردہ حکیم قاسم حسین لکھنوی
اسٹاکسٹ:- ہارون جنرل اسٹور چکنڈی لکھنؤ۔
نوٹ:- جانڈس، دھات، لکوریا، شوگر سے جلد شفایابی
کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں۔ فون: 213629

مختصر عالمی خبریں

معید اشرف ندوی

● سعودی عرب میں صرف تین ماہ کے مختصر عرصے میں ۵۷۲ غیر مسلم افراد نے اسلام قبول کیا۔ جن میں ۲۴۵ خواتین بھی شامل ہیں ان نو مسلم افراد کا تعلق مختلف ملکوں سے بتایا جاتا ہے۔ مگر ان میں اکثریت فلپائن سری لنکا اور بھارت سے تعلق رکھتی ہیں جو سعودی عرب کے مختلف فرموں میں ملازم ہیں ان میں ڈاکٹرز، نرسز، ڈرائیورز، اور عام مزدور شامل ہیں۔ سعودی عرب میں مقیم غیر مسلموں کی بکثرت اسلام کی طرف راغب ہونے کی ایک اہم وجہ وزارت الشئون الاسلامیہ کی جد و جہد ہے، چنانچہ وزارت کے زیر نگرانی غیر مسلم افراد میں اب تک کئی ہزار قرآن مجید کے مختلف تراجم مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ نیز مختلف موضوعات پر دینی کتب بھی ان کے لیے مفت فراہم کی جا رہی ہیں، جو دنیا کی ۱۶ زبانوں میں شائع کی گئی ہیں۔

● ماسکو ریڈیو کے مطابق روسی پارلیمنٹ کے ایوان زیریں نے چیچنیا کے مجاہدین آزادی کے لیے عام معافی کے اعلان کی ابتدائی کارروائی شروع کر دی۔ یہ کارروائی گذشتہ ماہ چیچنیا میں ہونے والے عام انتخابات کے بعد شروع ہونے والے صلح کے عمل کا حصہ ہے واضح رہے کہ ارکان پارلیمنٹ اس قرارداد کے مسودے کو بھاری اکثریت سے منظور کر چکے ہیں

● انڈونیشی علماء کونسل کے چیئرمین نے جکارتا پوسٹ کے ساتھ ایک خصوصی انٹرویو میں زور دے کر کہا کہ انڈونیشیا کے سب سے بڑی مسلم ریاست میں شراب پر قطعی پابندی عائد کی جانی چاہیئے اس کی تقسیم پر صرف کنٹرول رکھنا ہی کافی نہیں صرف تقسیم پر کنٹرول سے ہم اپنے لوگوں کو شراب نوشی سے نہ بچا سکیں گے۔ صرف مخصوص مقامات کو اس سے مستثنیٰ رکھا جا سکتا ہے۔ لہٰذا شراب پر ملک میں مکمل پابندی عائد کی جانی چاہیئے۔

● مصر کے جامع ازہر کے ریکٹر ڈاکٹر محمد سعید طنطاوی نے کہا کہ جامع ازہر میں قرآن کریم کے انڈونیشی زبان میں ترجمہ کی منظوری دے دی گئی ہے۔ انھوں نے بتایا کہ یہ ترجمہ اسلامی تعلیمات کے ماہر ڈاکٹر عزیز اکبری نے کیا ہے اور سترہویں صدی کے بعد سے انڈونیشی زبان میں قرآن کریم کے تراجم میں جدید ترین ہے۔ انھوں نے رابطہ عالم اسلامی کی طرف سے قرآن کریم کو دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ کرانے اور تقسیم کرنے کے منصوبے کی تعریف کی۔

● آسٹریلیا میں اسلامی مطالعے کے پہلے سینٹر کا حال ہی میں یونیورسٹی آف جارلس میں افتتاح ہوا۔ آسٹریلیا میں مقیم سعودی سفیر نے اس موقع پر بولتے ہوئے امید ظاہر کی کہ اس مرکز سے ہر شخص اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کر سکے گا اور اس سینٹر سے غیر مسلموں کو اس عظیم مذہب کے بارے میں زیادہ معلومات مل سکیں گی۔ یہ سینٹر عبادت گاہ کے طور پر بھی استعمال ہوگا۔ اور دعوت و تبلیغ کے معاملے میں اہم رول ادا کرے گا۔

قنوج کے قدیم مشہور و معزز کارخانہ سے تیار کردہ خوشبودار عمدہ و اعلیٰ عطریات "شمامۃ العنبر، عطر گلاب، روح خس، عطر موتیا، عطر حنا، عطر گل، عطر کیوڑہ اس کے علاوہ فرحت بخش، دیرپا خوشبو ہول سیل ریٹ پر ملتے ہیں۔
ایک بار آزما کر خدمت کا موقع دیں۔
فون: ۲۳۴۳۵
محمد یٰسین محمد یامین تاجران عطر
ایکسپورٹر اینڈ امپورٹر۔ قنوج۔ یوپی — ائیڈیل پرفیوم سینٹر (پرائیوٹ لمیٹڈ) قنوج